

## سرکاری رپورٹ (مباحثات)

## چھبیسواں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 26 اگست 2020ء بروز پہ 6 محرم الحرام 1442 ہجری۔

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	دعاۓ مغفرت۔	4
3	چیئرمینوں کے پیش کا اعلان۔	4
4	وقفہ سوالات۔	4
5	رخصت کی درخواستیں۔	22
6	سرکاری کارروائی براۓ قانون سازی۔	23
7	آئینی قرارداد نمبر 26 منجانب میرضیاء اللہ لانگو۔	30
8	مشترکہ تعزیتی قرارداد منجانب میراختر حسین لانگو۔	31
9	Zero Hour	64
10	اجلاس برخاتگی کے بارے گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	71

## ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 26 اگست 2020ء بروز بندھ برابر 6 محرم الحرام 1442 ہجری، بوقت شام 5 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بن جنوب، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

**جناب اسپیکر:** السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

قاری عبد المالک صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَإِنْ تُبَدُّوْ مَا فِي الْأَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبُكُمْ بِهِ  
اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَعِذّبُ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٨﴾ اَمَنَ الرَّسُولُ  
بِمَا اُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ ط كُلٌّ اَمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرَسُولِهِ ق  
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدِنَا رُسُلِهِ ق وَقَالُوا اسْمِعْنَا وَأَطِعْنَا ز غُفرانَكَ رَبَّنَا  
وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٢٨٥﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرہ آیات نمبر ۲۸۳ اور ۲۸۵﴾

**ترجمہ:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اللّٰہ کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے اسکو حساب لیگا اس کا تم سے اللہ پھر بخشش گا جس کو چاہے اور عذاب کریگا اور جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ مان لیا رسول ﷺ نے جو کچھ اُڑا اُس پر اسکے رب کی طرف سے اور مسلمانوں نے بھی سب نے مانا اللہ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور اُس کی کتابوں کو اور اُسکے رسولوں کو کہتے ہیں کہ ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے پیغمبروں میں سے اور کہہ اُٹھئے کہ ہم نے سن اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

مہاٹت (26 اگست 2020ء)

4

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جناب اپسیکر: جزاک اللہ۔

نوائزادہ گھرام بگٹی: جناب اپسیکر صاحب۔

جناب اپسیکر: جی نوازیادہ صاحب۔

نوائزادہ گھرام بگٹی: مہربانی اپسیکر صاحب! آپ کو پہنچ ہے کہ آج 26 اگست ہے اور یہ سانحہ بلوچستان میں ایک سیاہ سانحہ تھا جو 14 سال پہلے شہید نواب محمد اکبر خان بگٹی کو شہید کیا گیا تھا۔ تو میں request کرتا ہوں کہ اگر ان کے لیے خصوصی دعا کی جائے اس House سے کیونکہ وہ بھی اس House میں ایک ممبر بھی تھے اور ان کی بدولت ہی انہوں نے بھیتی وزیر اعلیٰ اس House کا جو foundation ہے اُسے انہوں نے ہی رکھوایا تھا۔ thank you۔

جناب اپسیکر: جی دعا کریں۔

(اس مرحلہ میں شہید نواب محمد اکبر خان بگٹی کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

میرا ختر حسین لانگو: جناب اپسیکر! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ تعزیتی قرارداد ہم نے جمع کر دیا ہے سیکر ٹری صاحب کے پاس ہے۔

جناب اپسیکر: جی وہ بعد میں پیش کر دیں۔ بس ہو گیا نا۔ ابھی میں باقاعدہ اجلاس کی کارروائی شروع کر دوں۔ announce کا panel of chairman کروں پھر کارروائی شروع کرتے ہیں۔ میں تو اعد و انصباط کا بلوچستان صوبائی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے درج زیل اراکین اسمبلی کو panel of chairman کے لیے نامزد کرتا ہوں:

۱۔ جناب احسان شاہ صاحب۔

۲۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔

۳۔ جناب یونس عزیز زہری صاحب۔

۴۔ میر جمل کامٹی صاحب۔

وقفہ سوالات: جناب نصراللہ ذیریے اپنا سوال نمبر 19 دریافت کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اپسیکر! جس طرح میرے رکن اختر حسین لانگو صاحب نے نشاندہی کی کہ آج 26 اگست ہے۔ نوازیادہ گھرام بگٹی صاحب نے فاتح خوانی کروائی۔ نواب اکبر خان بگٹی اس House کے کئی مرتبہ رکن رہ چکے ہیں، بلوچستان کے سابقہ گورنر، وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔

مہاٹت (26 اگست 2020ء)

5

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جناب اسپیکر: جی وہ تعریتی قرارداد لار ہے ہیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: تعریتی قرارداد sir اگر سوالات سے پہلے لے لیں۔ سوالات ہمارے ہیں ہم اپنے سوالات سے بھی مستبردار ہونے کے لیے تیار ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو باقاعدہ بھی تک ہمارے پاس آئے ہیں۔ بھی تک تعریتی قرارداد آئی نہیں ہے وہ ایجنسٹے میں ہے ہی نہیں تو ایجنسٹے کے آخر میں آئے گی۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you ہو گیا؟ - جناب اسپیکر سوال نمبر 19۔

جناب اسپیکر: جی وزیر داخلہ صاحب! پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جواب نہیں آیا ہے۔ وہ کہہ دے نا۔ وہ تکلیف تو کریں اتنا۔

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**19☆ جناب نصراللہ خان زیرے:**

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

کیم جولائی 2013ء تا حال مکملہ داخلہ کے زیر انتظام مکمل شدہ زیر تکمیل زیر تجویز مختلف نوعیت کے پراجیکٹس راسکیمات کی کل تعداد کس قدر ہے نیزان اسکیمات / پراجیکٹس کیلئے مختص کردہ تخمینہ لائگت اور ان پر اب تک آمدہ خرچ کی اسکیم و ضلع وار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر داخلہ:

کیم جولائی 2018ء تا حال مکملہ داخلہ کے زیر انتظام مکملہ جات میں مکمل شدہ، زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف نوعیت کے پراجیکٹس راسکیمات کی کل تعداد۔ نیزان اسکیمات / پراجیکٹس کیلئے مختص کردہ تخمینہ لائگت اور ان پر اب تک آمدہ خرچ کی اسکیم و مکملہ اور ضلع وار تفصیل مختینم ہے لہذا اسے ملکی لامبیری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ok اس پر supplementary نہیں ہے شکریہ۔

جناب اسپیکر: جناب نصراللہ زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 22 دریافت کر فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 22۔

میرضیاء اللہ لاگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

**22☆ جناب نصراللہ خان زیرے:**

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

محکمہ داخلہ میں کیم / جولائی 2013 تا 31 اگست 2018 کے دوران مختلف آسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ گریڈ اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل دی جائے نیز مذکورہ عرصہ کے دوران لیوین فورس میں تعینات کردہ ملازمین کی ضلع وار تفصیل بھی دی جائے۔

**وزیر داخلہ:**

تفصیل خیتم ہے الہذا اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اپنیکر! میرا خمنی سوال ہے فاضل ممبر صاحب سے کہ انہوں نے مختلف اضلاع میں پوٹھیں مختلف ہیں۔ تو اس میں آپ لوگوں کا پیانہ کیا ہے، کس بنیاد پر جواب نے 2019ء میں کیا ہے اور اس سے پہلے 2018ء میں کیا ہے، کچھ اضلاع میں مثال کے طور پر ایک ضلع میں 50 ہیں۔ دوسرے میں 380 ہیں۔ تیسرا میں 280 ہیں، یہ آپ کن بنیاد پر کرتے ہو۔ آبادی پر رکھتے ہو یا کسی اور بنیاد پر؟۔

**وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے:** جناب اپنیکر! اس میں جو ہماری سی پیک روٹ پر جو districts آرہے ہیں اُس کے لیے ہم نے سی پیک روٹ کے لیے الگ سے رکھے ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اپنیکر! اس میں آپ دیکھیں اکثریت وہ اضلاع ہیں جو سی پیک روٹ پر بالکل نہیں ہیں مفتر صاحب کا جواب ہے کہ ہم نے سی پیک روٹ کے لیے۔ لیکن یہاں تفصیل میں ابھی بہت سارے اضلاع ہیں جن سے سی پیک (مغربی) روٹ جو بھی تک بنا تو نہیں ہے لیکن بننے کو جا رہا ہے ان کا دعویٰ ہے۔ وہ ان اضلاع کے لیے پوٹھیں تو ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اس میں آپ دیکھیں وہاں سے لے کر کے شیرانی کا کوئی پوسٹ نہیں ہے۔ ژوب کا کوئی پوسٹ نہیں ہے۔ قلعہ سیف اللہ کا کوئی پوسٹ نہیں ہے، پھر پشین کا ہے۔ پھر کوئی کا ہے اس میں وہاں کی پوٹھیں ہی نہیں اس میں۔

**وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور و پیڈی ایم اے:** جناب اپنیکر صاحب! ابھی دل، پندرہ دن ہوتے ہیں کہ جن districts کا آپ نام لے رہے ہیں وہ بھی اخبار میں آگئے ہیں۔ اگر آپ نے اشتہار پڑھا ہو۔ ابھی ان کے date اور bھی شائع ہو گئے ہیں جن مطلعوں کا آپ نے ذکر کیا۔ interview,test

**جناب نصراللہ خان زیریے:** اچھا ٹھیک ہے۔ thank you.

**سردار عبدالرحمٰن کھیتر ان (وزیر محکمہ خوارک و بہود آبادی):** جناب اپنیکر صاحب! اس میں میرا بھی ایک خمنی سوال ہے۔ چونکہ اس کا جواب لاہوری میں رکھ دیتے ہیں۔ میں تو اس کا مطالعہ نہیں کر سکا لیکن 2013ء سے 2018ء تک ان چیزوں کی میں نے نشاندہی کی تھی اور اس کے جواب میں باضابطہ وہ شناختی کا رڈ کے نمبر بھی

آئے تھے۔ اگر آپ پرانے ریکارڈ چیک کریں۔ یہ جو نصر اللہ زیرے کا question number 22 ہے۔ اس میں مطلب ہے کہ 2013ء سے 2018ء تک من مانی کی گئی ہے۔ چاہے وہ لیویز فورس تھی یا PDMA تھا اُس میں آپ سے گزارش ہے میں ان کو support کرتا ہوں کہ ایک پارلیمانی کمیٹی بنادیں جو 18-2013ء تک جو بھی بھرتیاں ہوئی ہیں ان کی انکواڑی کریں۔

**جناب اسپیکر:** یہاں تو ہم نہیں کر سکتے۔ اگر اُس میں کمی بیشی ہے تو کورٹ جا سکتے ہیں۔

**وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں کم از کم اس ایوان کے سامنے تو آجائیں کہ کیا ہوا تھا 2013 سے 2018ء تک۔ پھر اس پر اگر ہم نے کورٹ جانا تھا یا لا جائے عمل تیار کرنا تھا ہم کریں گے۔ ابھی ظلم ہے۔

**جناب اسپیکر:** کمی بیشی ہے تو ادھر جانا پڑے گا۔ ابھی کیا ادھر۔ آگے آپ بہتر کریں پیچھے والے چلے گئے جو۔

**وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں ابھی سب چلے گئے ابھی ہم کیا کر سکتے ہیں۔

**میرا خڑ حسین لانگو:** معزز رکن نے پوچھا بھی 2013ء سے ہے۔ لیکن مکملہ نے 2018ء سے جواب دیا ہے تو اس میں معزز رکن کا کیا قصور ہے؟

**وزیر مکملہ خوراک و بہبود آبادی:** 2013ء سے 2018ء تک اس کا سوال بھی وہی ہے۔ سوال نمبر 22 میں پڑھ کر سنا تا ہوں جناب اسپیکر صاحب! محرک کہہ رہا ہے کہ کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ مکملہ داخلہ میں کیم جولائی 2013ء تا 31 اگست 2018ء کے درمیان مختلف آسامیوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔ نیز مذکورہ عرصہ کے دوران لیویز فورس میں تعینات کردہ ملازمین کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔ اس میں PDMA بھی آرہا ہے اس میں لیویز بھی آرہی ہے۔ کم سے کم یہ توقیت لے گئی کہ 2013ء سے 2018ء تک ہم اُن پیشوں پر تھے ہمارے ساتھ کیا ہوا مختلف اضلاع کے ساتھ کیا کیا گیا۔ کم سے کم یہ سمبیل کے ریکارڈ پر ایک سلسلہ بن جائے۔ باقی اگر ہم پکج کر سکتے تھے تو کورٹ میں جائیں گے۔۔۔ (مدخلت۔ آوازیں)۔۔۔ تو یہی میں کہہ رہا ہوں کہ میں بھی اُنکے سوال کو support کروں۔

**جناب اسپیکر:** جی نصر اللہ صاحب۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! مشر صاحب نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ جواب ضغیم ہے۔ لہذا سمبیل لا بھری ی میں ملاحظہ فرمائیں۔ جواب شاید انہوں نے دیا ہوگا۔ میرے تک تو پہنچا ہے باقی ممبر ان کو اصولاً یہ پہنچانا چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** سردار صاحب آپ کو یہ پتہ ہے کہ آپ منشی ہیں۔ آپ cabinet سے اس کا انکوائری کروئیں کہ اگر غلط ہوا ہے پرانا تو اس پر آپ وہ کر سکتے ہیں۔ کیبینٹ کے through۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** یہ جواب تو میرے پاس آیا ہوا ہے یہ میں پھر آپ کو دوں گا۔

**وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی:** لیکن اس کا پرانہ ریکارڈ اس میں جو شناختی کارڈ کا پہلے نمبر ہوتے ہیں وہ نہیں ہیں اس پر سارے ریکارڈ ہمیں provide کر کے اس پر ایک probe ہونی چاہیے۔

**جناب اسپیکر:** وہ تو لا بھری میں ہے۔

**وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں ہم probe میں جارے ہیں جی۔ کہ اس کا کم سے کم دو دھکا دو دھکا پانی کا پانی ہو جائے پھر بعد میں کوئی کورٹ جاتا ہے یا کوئی مطمئن ہوتا ہے چاچا!۔

**جناب اسپیکر:** سردار صاحب اس میں پہلا فورم آپ کا کیبینٹ ہے۔ کیبینٹ میں اگر آپ اس کو discuss کریں اگر وہاں نہیں ہوتا ہے تو پھر آپ اس کو بہاں لے آئیں۔ یہ تو سوال لایا ہے۔

**وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی:** کیبینٹ میں بھی میں یہ لے آؤں گا۔ چونکہ House کا property

**جناب اسپیکر:** اس میں انکوائری نہیں لکھا ہے۔ جی نصراللہ

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی اگلے سوال۔

**جناب اسپیکر:** اب next سوال۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 118 دریافت کریں

**جناب نصراللہ خان زیرے:** Question No 118

**7 گست 2020 کو مؤخر شدہ**

**☆ 118 جناب نصراللہ خان زیرے:**

کیا وزیر داخلہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

کوئی نہ ڈسٹرکٹ جیل میں کس قدر قیدی رکھنے کی گنجائش ہے اور سال 2018 تا حال مذکورہ جیل میں کس قدر قیدی مقید ہیں نیز مذکورہ جیل کو کس قدر قیدی رکھنے کیلئے بنایا گیا تھا۔

**وزیر داخلہ:**

بمطابق انسپکٹر جزل جیل خانہ جات کوئی، کوئی نہ ڈسٹرکٹ جیل سال 1939 میں 101 قیدیوں کے لیے تعمیر کیا گیا بعد ازاں مزید تعمیرات کے بعد اب اس میں 472 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے نیز سال 2018 تا حال مذکورہ جیل میں مقید قیدیوں کی ماہوار کے حساب سے سال وار تفصیل ذیل ہے:-

ماہات (26 اگست 2020ء)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

9

نمبر شمار	ماہ روایں سال 2018	کل گنجائش	کل تعداد مقید قیدی
1	جنوری	472	831
2	فروری	472	854
3	مارچ	472	796
4	اپریل	472	782
5	مئی	472	668
6	جون	472	643
7	جولائی	472	660
8	اگسٹ	472	660
9	ستمبر	472	810
10	اکتوبر	472	792
11	نومبر	472	803
12	دسمبر	472	803
13	جنوری 2019	472	766
14	فروری	472	804
15	مارچ	472	794
16	اپریل	472	873
17	مئی	472	705
18	جون	472	704
19	جولائی	472	707

جناب اسپیکر: جی جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی supplementary

جناب اسپیکر! میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ کوئی ڈسٹرکٹ جیل میں کس قدر

قیدی رکھنے کی گنجائش ہے؟ اور سال 2018ء تا حال مذکورہ جیل میں کس قدر قیدی مقید ہیں۔ لہذا مذکورہ جیل کو کس قدر قیدی رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا؟ جناب اسپیکر! انہوں نے روایت 2018ء سے پچھلے سال کا جنوری جولائی تک یہاں جو قیدی رکھنے کی گنجائش ہے وہ 472 ہے۔ اور ایسا بھی موقع آیا ہے کہ اس میں 831,803,804,873، زیادہ وہاں قیدی رکھے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یقیناً جیل میں لوگ جاتے ہیں، سزا میں ہوتی ہیں لیکن انسانی بنیاد پر تمام دُنیا میں جو جیل ہیں، ان کا ایک manual ہوتا ہے۔ اس manual کے مطابق انہیں کھانا بھی ملتا ہے جناب اسپیکر! ان کی باقی activity بھی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر آپ حساب کتاب کریں وہاں پر جو کھانا دیا جاتا ہے ان 700 قیدیوں کو۔ ان 800 قیدیوں کو اگر وہ ہفتے میں دو دن وہ گوشت دیتے ہیں تو تمیں سے پیشیں کلوٹک جیل میں وہاں پر گوشت پکایا جاتا ہے۔ ابھی آپ multiply کریں 700 بندوں پر تمیں کلو گوشت تو کتنے قیدیوں تک وہ گوشت پہنچ سکے گا۔ پھر وہاں جو روٹی پکائی جاتی ہے وہ بھی آپ دیکھ لیں۔ اور جب صحیح کے وقت ناشتا دیا جاتا ہے وہ بھی بالکل غیر معیاری ہے نہ ہونے کی برابر ہے۔ اور پہلے یہ ہوتا رہا بـG اصحاب اور minister صاحب نے پابندی لگائی ہے کہ وہاں قیدی اپنے طور پر وہاں کھانا نہیں پکاسکیں گے۔ جب کھانا وہ خود نہیں پکائیں گے اپنی سبزی نہیں لائیں گے، اپنا گوشت نہیں لائیں گے۔ اور حکومت کا یہ ہے کہ 700 بندوں یا 800 بندوں پر محض تمیں کلو وہاں گوشت یا سبزی جو بھی ہے۔ تو منظر صاحب اگر آپ کا توجہ اس طرف مبذول ہو اگر یہ منظر صاحب بتائیں کہ پہلے وہاں قیدیوں کو اجازت تھی کہ خود باہر سے چیزیں منگواتے تھے خود وہاں گوشت بھی پکایا جاتا تھا، سبزی بھی روٹی بھی چائے وغیرہ اب آپ نے کیوں اس حوالے سے یہ پابندی لگائی ہے؟

وزیر ملکہ داخلہ و قائمی امور و پیڈی ایم اے: ابھی واقعی اس میں گنجائش کا مسئلہ ہے ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی ہے کہ اس کو ہم بلیلی کی طرف یادشت کی طرف shift کریں گے انشاء اللہ next PSDP میں اس کو ڈالیں گے تاکہ اس کا مسئلہ حل ہو۔ باقی میں نے کھانے پینے پر کوئی پابندی نہیں لگائی وہ جیل manual میں ہے کہ ان کو جیل کھانا دے گا وہ اپنا کھانا نہیں پکاسکیں گے۔

میرا خڑھیں لانگو: جناب اسپیکر! جیل manual کو اگر پڑھا جائے اور ground--- (اذاں عصر۔۔ خاموشی)

جناب اسپیکر: شکر یہ۔ جی اختر لانگو۔

**میرا ختر حسین لانگو:** سردار عبدالرحمن کھیڑان صاحب نے بھی اس جیل میں وقت گزارا ہے۔ ہم بھی اس جیل میں تھے۔ اور میں خود بھی اس میں کافی مرتبہ رہا ہوں۔ جیل manual کو اگر پڑھا جائے تو نصر اللہ زیرے نے جو کہا ہے وہ بالکل صحیح ہے کہ جیل manual کے حساب سے وہاں کسی کو اجازت نہیں ہے۔ لیکن جو اس وقت factual position ہے تمام قیدی اپنا راشن خود لیکر آتے ہیں۔ گھروں سے منگوا یا جاتا ہے۔ وہاں باقاعدہ خود اپنا کھانا بناتے ہیں یہ لوگ چاہے پتی تک صحیح ناشتے تک۔ جیل کی طرف سے سوائے کچھ قیدی ہیں جو فارن ایکٹ میں بند ہیں۔ جنکے ورثاء یہاں پر نہیں ہیں یا جنم کیلئے راش نہیں پہنچ سکتا۔ وہ صرف جیل کے میں سے اپنا کھانا لیتے ہیں۔ اور وہ بھی میرے خیال سے کوئی چالیس پچاس یا ساٹھ سے زیادہ نہیں ہونگے۔ باقی تمام کے تمام قیدیوں کا راشن وہ اُنکے گھروں سے آتا ہے۔ اور وہ ابھی بھی اپنا کھانا خود بنا کر کھارے ہے ہیں۔ لیکن اس سوال میں میں انکو ازری کی اس لیئے جناب والا! کہہ رہا ہوں کہ جو جیل کی عملی کو فنڈر زدیے جاتے ہیں قیدیوں کے کھانے کی حوالے سے، اُنکی رہائش اور باقی لوازمات کیلئے وہ پیسہ کہاں جا رہا ہے؟ تو اس میں بہت بڑا جناب والا! گھپلا بھی ہے۔ ابھی سے نہیں ہے یہ سالوں سے ہے۔ کئی عشروں سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ اس حکومت کو ہم مورداً الزام ٹھرارہے ہیں۔ لیکن یہ بہت پرانا ایک مافیا وہاں جیل کے اندر بیٹھا ہوا ہے۔ سالانہ اُنکے فنڈر زداتے ہیں۔ کاغذی کارروائی میں باقاعدہ انکو آپ دیکھ لیں۔ اُنکے فائلیں، رجسٹر سب کچھ انکا کمپلیٹ آپکو ملے گا۔ لیکن گراوڈ پر قیدیوں کو کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ بلکہ اس حد تک میں کہوں گا کہ کچھ قیدی جو وہاں جیل کے اندر ایک ہسپتال ہے۔ یہاں ہوتے ہیں۔ اس ہسپتال کے حوالے سے بھی اپنی دوائیاں تک وہ باہر سے منگواتے ہیں۔ سردار صاحب بھی اسی کی گواہی دینگے وہ بھی اس جیل کے مہمان رہے ہیں میں بھی اس جیل کا مہمان رہا ہوں۔ تو اس جیل کی حالت یہ ہے جناب والا! اس پر میرے خیال سے میرا آپ سے جناب اسپیکر: جی آپ کا تو گھر جیل تھا؟

**وزیرِ محکمہ خوارک و بہبود آبادی:** جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو تھوڑا سا میں بھی روشنی ڈالوں گا اس پر میرا اور نصر اللہ زیرے اور اختر کا یہ second home ہے جب بھی ہم ہنی طور پر ہم تیار ہیں کب جانا ہے اور ہر تو حقیقت میں۔

**جناب اسپیکر:** دیسے آپ تو زیادہ تر گھر میں ہی بند تھے۔

**وزیرِ محکمہ خوارک و بہبود آبادی:** نہیں وہ تو سردار شاء اللہ کی مہربانی سے نیشنل پارٹی سے اچھا وہاں گھر پر تو پچھلے پانچ سال رہا ہوں اس سے پہلے جو ہے اُدھر پچھی یہ سب کچھ گھوم گھام کر کے آگئے۔ جناب اسپیکر صاحب

اکوئی جیل کی حالت میں نے 2013ء اور 2018ء میں ہمارے وزیر داخلہ صاحب ناراض بھی ہو گئے تھے۔ میں نے چند چیزوں کی نشاندہی کی تھی اور شکر الحمد اللہ اس پر میں کہتا ہوں کہ وزیر داخلہ پہلے سلیم صاحب تھے اور پھر یہ اور ہمارے CM نے کیا کیا ہے۔ وہاں انگریز کے دور کا گرام کی صورت میں پتی ہے چینی ہے گوشت ہے اگر آپ وہ جتنا گرام کے حساب سے پرانا manual ہے اس کا اگر ایک چڑیا کو بھی کھلادیں اس کا بھی پیٹ نہیں بھرتا ہے۔ تو ہوتا یہ تھا کہ میرا چاچا اختر کا کھانا گھر سے آتا تھا۔ نصر اللہ کا مجھے یاد نہیں ہے گھر سے ہی آتا تھا۔ لیکن لنگر کی روٹی ہے وہ لنگر کا جوانچارج ہوتا ہے اس کے ساتھ ذرالائن بنائے رکھیں بڑی سرخ روٹیاں ملتی ہیں بڑی زبردست سالن شالن گھر سے آ جاتا ہے۔ تو اس جیل میں صرف راشن کی بات نہیں ہے یا اس میں ہم کسی کو قصور و ارٹھراہیں یہیں کر پشناختی ہی اب انشاء اللہ ہم اس کا ازالہ کر رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ابھی ازالہ ہو رہا ہے؟

**وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں میں آپ کو بتاتا ہوں میرا ایک، میں نام نہیں لوں گا ایک میرے قابل احترام منسٹر صاحب تھے، وہ جیل والا راشن اس کے گھر پر جاتا تھا۔ اور باضابطہ جیل سپرنٹنڈنٹ اور راشن کی مدین کٹوئی کر کے منسٹر صاحب کو دیتے تھے کیوں کہ وہ منسٹر تھا میں 2001ء میں تھا یا 1998ء میں یا 1995ء میں یہ سارے سال کے 2018ء سے پہلے کا تھا یہ گارٹی ہے۔

**جناب اسپیکر:** سلیم اپنی جان چھڑا رہے ہیں۔

**وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی:** شروع کے دن میں یہ کمزور منسٹر تھا نہیں کر سکتا تھا وہ دلیر منسٹر ہوتے ہیں جو اسکے جیل کا کھانا اُدھر چلا جاتا ہے تو اُسی پر۔

**جناب اسپیکر:** 2018ء سے پہلے دوزہ ری تھے ایک بیٹی تھا۔

**وزیر یحکمہ خوراک و بہبود آبادی:** نہیں نہیں میں کسی کا نام نہ زہریوں کا نہ بیٹیوں کا نہ کسی کا نام اتنا رخ پیدائش 1959 ہے اس کے بعد چھ سال کے بعد یہ دھنہ شروع ہو گیا جیل جانے والا بارکھان جیل فلاں جیل فلاں جیل وہ ہمارا second home ہے ہم ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ تو اُس میں بہت ساری چیزیں ہیں جناب اسپیکر! یہ چیز میں نے cabinet میں بھی کی میرے فاضل دوست جو home minister ہے انہوں نے اس پر بڑا seriously ہوا ہے۔ اُس میں ایک تو یہ ہے کہ راشن جو کہ باضابطہ fair-shop ہے اندر چاچا کو پتہ ہے کہ گول چکر کے اندر ایک دکان بنی ہوئی ہے اُس سے راشن لایا جاتا ہے قیدی ادھار بھی کر لیتے ہیں۔ کوئی محنت مزدوری یا اُس کے پیے۔ وہ manual کو ہماری حکومت انشاء اللہ revise کر رہی

ہے۔ اچھا اس میں جو دو تین چیزیں بڑی گند کی چیزیں ہیں وہ میں ایک چھوکر اوارڈ بری حالت ہے کیونکہ خواتین بیٹھی ہوئی ہیں میں اُسمیں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ نہیں نہیں جو ویناکل وارڈ۔ پھر خواتین کا وارڈ ہے پھر ایک وہاں ہے دھوپی گھاٹ جس میں total منشیات کے قیدی رکھے جاتے ہیں۔ اچھا منشیات تو آجاتی ہے کہیں نہ کہیں سے اوپر سے گزرتے ہوئے جہاڑ بھی آ جاتا ہے نہ یوں کر کے دیوار سے پھینتے ہیں بس کی چھت پر کھڑے ہو کر وہ جہاڑ پکنچ جاتا ہے اندر۔ یہ دو تین وارڈوں کا براحال ہے۔ میں اُس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا میں پہلے اُس دن خواتین نہیں تھیں میں نے تفصیلاً بیان کیا تو وہ ہمارے وزیر داخلہ ناراض ہو گئے کہ آپ نے میری منشی کی بارے میں یہ کہا۔ تو میری عرض یہ ہے کہ دوستوں سے بڑی اچھی بات ہے اب ہمیں اس جیل کو جیسے وزیر داخلہ نے کہا کہ باہر لے جا رہے ہیں اس کو ہم کسی اور مصرف میں لا سکتے۔ دوسرا ہم یہ کر رہے ہیں اچھا اس میں ایک credit اپنے سابقہ MPA کو دینا چاہتا ہوں میں نام لیکر مجید خان اچنڈی نے اس پر بہت کام کیا ہے PAC کا چیئرمین تھا شاید نصر اللہ کو یاد ہوگا۔ اُس نے اتنی بڑی book بنائی اس پر کہ کیا کیا ہوئی چاہیے۔ مجھ سے بھی مشورہ کیا میں کمیٹی میں تھا۔ کیونکہ میں قید میں تھا تو ایک آدھ دفعہ میں نے شمولیت کی۔ واقعی چاہیے اصلاحات آپ کو جیلوں کی۔ جیل کا مطلب یہ نہیں ہے آپ وہاں ایک منشیات فروش پیدا کریں یا ایک criminal pیدا کریں اصلاحات ہوئی چاہئے۔ تو اصلاحات کی صورت میں ہم نے اس پر بڑا کام کیا میں اپنے قائد کا مشکور ہوں۔ کہ اُس نے اس کو serious basis پر جارہے ہیں یا BOT mode پر جارہے ہیں۔ ہم 30 کمرے بنائیں گے اور اُس میں 25 سال سو سال 2 سو سال قید والے ہیں۔ اُن کی family کے ایک دفعہ مہینے میں ملیں گے۔ وہ بھی ہم کر رہے ہیں۔ راشن کو بھی ہم revise کر رہے ہیں اور باقی چیزیں نے نشانہ ہی کی یا مجید خان اُن کو بھی ہم on the behalf of my home minister ہم کہتے ہیں کہ انشاء اللہ آپ کو ground on اسی سال اس میں اصلاحات کافی حد تک نظر آئیں گی اور دوسری بات یہ ہے کہ شکر الحمد للہ میر سے سابقہ وزیر داخلہ یا ابھی یہ میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ اُن کے گھر میں وہ قید یوں کاراشن سے کٹ کے روٹیاں نہیں پہنچتیں۔

**جناب اسپیکر:** جی زیرے صاحب؟

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! چونکہ question میرا تھا میری منشی صاحب سے یہ request ہے کہ ایک تو overall جیل اصلاحات کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی جائے، اس پر کام بھی ہوا

ہے۔ وہ تمام جتنا بھی کام ہوا ہے وہ بھی کمیٹی کے سامنے رکھا جائے کیونکہ ایک انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! فوری طور پر منظر صاحب وہاں جو کھانا دیا جا رہا ہے وہ بالکل ناکافی ہے۔ میری درخواست یہ ہو گی کہ منظر صاحب حکم جاری کریں کہ SOP's کو مد نظر رکھتے ہوئے قید یوں کو خود اپنا کھانا پکانے کی جو بھی ہے وہ اجازت دی جائے۔ کیونکہ وہ بیچارے ان 30 کلو میں ان روٹیوں سے وہ بیچارے بالکل وہ فاقہ کشی کے شکار ہیں دوسری بات یہ ہے کہ وہاں کے ملازمین کا بھی بہت بڑا issue ہے۔ ان کے پر موشن کے issues یہں کیونکہ الگ کیڈر ہیں اس بارے میں آپ بھی اصلاحات کریں۔ تو میری آپ سے request ہو گی جناب اسپیکر! کہ حکومت کے منظر صاحب کے رضا و منشاء سے ہاؤس سے ایک کمیٹی بنائی جائے ان جیل اصلاحات کے لیے تاکہ ہم بھی اُس کے ممبر ہیں اور ہم ان قیدوں کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کچھ فائدہ دے سکیں۔ شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:** جی شکر یہ جی منظر صاحب!

**ضیاء اللہ لاغو:** جناب اسپیکر صاحب! جس طرح انہوں نے اصلاحات کی بات کی۔

**جناب اسپیکر:** جی زمرک خان!

انجینئر زمرک خان اچنزا (وزیر محکمہ زراعت و کاؤنسلیوریز) : شکر یہ جناب اسپیکر! کچھ ہمیں بھی پتہ ہے جیل کی حالات کا حقیقت میں قیدی جو ہیں وہ بہت زیادہ پریشان ہوتے ہیں اور وہ جیل میں جا کے پھر ان کے ساتھ رویہ ہوتا ہے وہ ان کو بھی محسوس کرتے ہیں۔ اصل میں ہمارا جو صوبہ ہے ایک روایاتی صوبہ ہے۔ یہاں جس طرح سردار صاحب نے کہا political لوگ بھی جاتے ہیں۔ جیل میں بند ہوتے ہیں۔ سردار بھی ہوتے ہیں میر بھی ہوتے ہیں ملک بھی ہوتے ہیں خان بھی ہوتے ہیں۔ تو پھر وہ جیل جو ہوتا ہے جیل کا عملہ اپنے سسٹم کو دیکھتا ہے تھوڑا سا اپنے روایاتی اور قابلی اندازہ میں اُس کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں خود 6 مہینے، تین چار مہینے ایک دفعہ جیل میں رہا ہوں دو تین مہینے دوسری دفعہ رہا ہوں۔ بلکہ سارے جیلوں میں گیا ہوں ابھی نصر اللہ زیرے صاحب نے جو تجویز دی حقیقت میں میں آپ کو کہہ دوں کچھ تجاویز ہوتے ہیں۔ وہ دے سکتے ہیں گورنمنٹ کو۔ اگر ہم ہر چیز پر کمیٹی بنائیں اور کمیٹی کے تھرو ہوم ڈیپارٹمنٹ اپنا منظر رکھتا ہے کیونٹ ہوتا ہے ایک سسٹم ہے جو گورنمنٹ کا چل رہا ہے۔ اپنی تجاویز دے کے اواس کی روزشی میں ہوم منٹرا پنے سیکرٹری اور اپنے ایڈیشنل سیکرٹری کو بلا سیں ہم پوچھ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی کمیٹی جب بنتی ہے میں یہ نہیں مجھے اپوزیشن پر اعتراض ہے آکے بیٹھ جائیں لیکن یہاں سے notify ہو کے شاید اُس میں ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ وہ ہم اسمبلی میں نہیں بتاسکتے کہ

جیل میں کیا ہو رہا ہے جیل کا سسٹم کیا ہے اُس کو کسی بہتر بنایا جاتا ہے۔ تو اُس میں میری گزارش یہ ہے کہ آپ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو یہ یا اسٹینڈنگ کمیٹی داخلہ کے حوالے کر دیں۔ جو already اس پر کام کر سکتا ہے داخلہ کا جو اسٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین ہے ان کے مبڑ ہوتے ہیں وہ منظر جا کے اُدھر بیٹھ جائیں گے۔ اور یہ issues جتنے بھی ہیں اُس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ اچھے اصلاحات آجائیں۔ قیدیوں کا خیال رکھا جائے۔ کیا وہ اجازت دے سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر میں کہتا ہوں دیدو، وہاں سے اختر حسین لانگو صاحب کہتے ہیں نہیں اُدھر سے کوئی کہتا ہے تو پھر ایک تنازعہ فیصلے آئیں گے۔ اُس میں بہتر یہ ہے اسٹینڈنگ کمیٹی اپنے جیل کی تمام عملی کو منظر کو G اجیل خانہ جات کو بلا کیں۔ اور اُس پر ایک تفصیلی رپورٹ بنائیں کہ کیا کیا ہم کر سکتے ہیں تو بہتر ہو گا۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ جی ہوم منظر صاحب!

**وزیرِ محکمہ داخلہ وجیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے:** جناب اسپیکر!! جس طرح اصلاحات کی بات انہوں نے کی وزیر اعلیٰ صاحب خود اس میں دلچسپی رکھتے ہیں انہوں نے ہماری ذمہ داری لگائی ہے کہ اس بارے میں آپ کام کریں۔ ہم کام کر رہے ہیں اُن پر جلدی انشاء اللہ ہاؤس کو آگاہ کریں گے۔

**جناب اسپیکر:** وہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی بنائیں تاکہ اس کی۔ جی۔

**وزیرِ محکمہ داخلہ وجیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے:** جناب اسپیکر! مجھے اعتراض نہیں ہے۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** چونکہ بہت بڑا کام ہے اس میں اپوزیشن کی آپ رائے لے لیں اس میں کوئی قباحت نہیں ہو گی۔ جناب منظر صاحب لے لیں اچھی بات ہے اس پر پہلے بھی کام ہوا ہے۔ اس کو اٹھا کر کے آگے جائیں گے ایک انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔

**وزیرِ محکمہ داخلہ وجیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے:** وزیر اعلیٰ صاحب cabinet کا کمیٹی بنارہے ہیں آپ لوگوں کو بصر کی حیثیت سے بلا لیں گے۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** نہیں میرا مسئلہ نہیں ہے جناب اسپیکر! نہ میں شوقین ہوں میں کہتا ہوں کہ اُن قیدیوں کو ہم کس طرح فائدہ پہنچاسکتے ہیں overall۔ پتہ نہیں کس سن کا 1800ء، انگریز کے دور کی قوانین ہیں اُس میں تراجم بھی نہیں ہوئے اصلاحات ہمیں کرنی چاہیے۔ اپوزیشن کے لیڈر اور ہمارے لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے پارلیمانی لیڈرز ہیں باقی ہیں میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

**وزیرِ محکمہ داخلہ وجیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے:** دیکھیں جس طرح آپ قیدوں کے بارے میں فکر مند

بیں اچھی بات ہے اسی طرح ہم بھی ان کے بارے میں فکر مند ہیں۔ ہم آپ لوگوں سے میں خود کسی دن آپ لوگوں کو دورے پر، دورہ کریں گے جو کمی ہے اُس کو ہم پوری کر دیں گے۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** دوروں سے کچھ نہیں ہوتا۔ دوروں کا آپ کو پتہ ہے کہ وہ وہاں پر نہنڈنٹ ہے پتہ نہیں کس طرح ہم خود جیل میں رہے ہیں۔ دورے ہوتے رہے۔ وہاں سارا چھپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سردار صاحب کو پتہ ہے دوروں کا کوئی عصر نہیں ہوتا ہے۔ وہ نیادی اصلاحات کریں۔

**وزیر محمد داغملہ و جیل خانہ جات و پی ڈی ایم اے:** دیکھیں ہم ذمہ دار لوگ ہیں ہم ادھر جائیں گے اسی طرح دوروں سے ہی ہمیں پتہ چلے گا اگر نظام خراب ہے صحیح ہے دورے تو ہمیں ہر جگہ کرنے ہیں۔ ان کا بھی دورہ کریں۔

**جناب اسپیکر:** ضیاء صاحب! اس طرح کرتے ہیں کہ آل ریڈی ہوم کمیٹی بنی ہوئی ہے اسمبلی کی یہ اُس کو دیتے ہیں تاکہ وہ جا کے دیکھے اگر وہاں قانون سازی کی ضرورت ہے یا نہیں ہے کرپشن دوسرا بہتری کے لیے جو وہ اس پر جا کے دیکھے اور اسمبلی کو پورٹ دے۔ ہوم کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں وہ جا کے اُس کی ساری چیزیں دیکھے۔

**وزیر محمد خوراک و بہود آبادی:** اسپیکر صاحب! ایسے کرتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** وہ تو گورنمنٹ کا ہے کہ وہ کہاں، کتنا ضرورت ہوگا، ضرورت کے مطابق اور جہاں پوٹھیں خالی ہوں گے وہاں لگادیں گے۔ اس کے علاوہ سیپیمنٹری ہے اس پر تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** چلوئیں پھر منٹر کے چیمبر سے پوچھ لوں گا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ یہ شخصیات کی وجہ ہے یا وہاں ضرورت ہے۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے منٹر صاحب چیمبر میں بتا دیں۔

جناب اصغر علی ترین صاحب نہیں ہیں سوال نمبر 183 کو off-disposed کیا جائے۔ جناب اصغر علی صاحب نہیں ہیں، سوال نمبر 184 کو بھی off-disposed کیا جائے۔ مٹھا خان کی جان چھوٹ گئی۔ ملک نصیر احمد شاہواني صاحب: آپ اپنا سوال نمبر 185 دریافت فرمائیں۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** سوال نمبر 185۔ مٹھا خان صاحب! کیا حال ہیں آپ خیریت سے ہیں۔ بڑے عرصے کے بعد ہم نے آپ سے ایک سوال کیا ہے۔ انشاء اللہ نگ نہیں کریں گے۔ اسکی معلومات بھی ہونی چاہیے۔

مہاٹت (26 اگست 2020ء)

17

بلوچستان صوبائی اسمبلی

جناب اپیکر: جی مٹھا خان صاحب کوئی سپیمنٹری ہے؟

جناب مٹھا خان کا کڑ (وزیر ملکہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ): جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

7 اگست 2020 کو موخر شدہ

**185 ملک نصیر احمد شاہواني:**

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں کانگو وائرس کی روک تھام کے حوالے سے وفاقی حکومت کی جانب سے 22 کروڑ کی ایک خطیر رقم فراہم کی گئی۔

(ب) اگر جزا الف کا جواب اثبات میں ہے تو فراہم کردہ رقم سے کن کن کمپنیوں سے ادویات کی خریداری کی گئی نیز کن کن اضلاع میں کس قدر جانوروں کی Vaccination کی گئی بعده آمدہ اخراجات کی ضلعوار تفصیل دی جائے۔

**وزیر امور پرورش حیوانات:**

الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ملکہ امور حیوانات و ترقیات ڈیری بلوجستان نے صوبے میں کانگو وائرس کی روک تھام کے حوالے سے ایک پروجیکٹ Congo Virus 215.43 "Fight Against" میں کے تینیں سے منظور کروا یا۔

(ب) اس حوالے سے عرض ہے کہ اس منصوبے کے تحت بلوجستان کے (12) اضلاع جو کہ کانگو وائرس سے شدید متاثر ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔ 1۔ کونہ 2۔ پیشین 3۔ قلعہ عبداللہ 4۔ چاغی 5۔ لورالائی 6۔ موئی خیل 7۔ بارکھان 8۔ قلعہ سیف اللہ 9۔ زوب 10۔ شیرانی 11۔ کوہلو 12۔ نوشکی میں کانگو وائرس سے متاثرہ چھوٹے اور بڑے جانوروں کے علاج معالجہ کی حوالے سے ملکہ کی کاروائیاں جاری ہیں۔ جس کے تحت اب تک 21.6 میں رقم سے درج ذیل کمپنیوں سے ادویات خریدی گئی:-

1۔ سینس فارما، لاہور 2۔ ڈسینٹ فارما، اسلام آباد 3۔ انٹرنیشنل فارما، اسلام آباد

4۔ اتاک فارما، اسلام آباد 5۔ اے اینڈ کے فارما، لاہور 6۔ چاراشیڈ فارما، لاہور،

اس کے علاوہ اوزار اور نقل عمل کیلئے گاڑی اور موٹر سائیکلیں بھی خریدی گئی ہیں۔

مندرجہ بالاتمام اضلاع میں جانوروں اور انکے باڑوں میں سپرے کا کام جاری ہے۔ اسکے علاوہ ویژہ زری موبائل کمپنیز کے ذریعے متاثر جانوروں کو ادویات بھی پلائی جا رہی ہے۔ اب تک تقریباً 1517739 جانوروں کا علاج ہو چکا ہے اور یہ عمل اس منصوبے کی تحت آنے والے چند سالوں میں مزید جاری رہے گا۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** یعنی اس کے جواب کو میں پڑھا ہوا تصور کروں۔ اسکے اندر جناب مٹھا خان صاحب بہت بڑی غبن ہے میرے خیال میں، خاص کر جو سوال میں نے پوچھا ہے کہ کانگو و ائرس کیلئے انہوں نے 22 کروڑ سے زیادہ رقم دی ہے۔ اور وہ 43.15 ملین ہے۔ چونکہ بلوچستان ایک زرعی اور اس کے ساتھ ایک ایسا صوبہ ہے جس میں مالداری بھی ہے۔ تو اس کے ہر ضلع میں مالداروں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ لیکن یہ کانگو و ائرس کے حوالے سے صرف بارہ اضلاع کے اندر اس نے 22 کروڑ روپے خرچ کی ہے۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو بچے ہوئے ہیں باقی تقریباً 20 اضلاع ہیں، وہاں تو کانگو و ائرس سے نہیں کیلئے ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اور نمبر 2 یہ ہے کہ میرے علاقے میں جو بکرا منڈی ہے، جو سب سے بڑی منڈی ہے جس کے اندر روزانہ لاکھوں کی تعداد میں وہاں بھیڑ بکریاں وغیرہ موجود ہتھے ہیں اور وہاں خرید و فروخت ہوتی ہے۔ میں نے تو کبھی نہیں دیکھا ہے کہ مٹھا خان نے کبھی ایک دن بھیجا ہو وہاں اسپرے کیلئے وہاں کوئی ویکسین کیلئے تو یہ 22 کروڑ روپے خرچ کیے گئے ہیں یہ کس جگہ میں خرچ کیے گئے ہیں ایک تو وہ اضلاع جو باقی اس نے چھوڑ دیے ہیں وہاں پیسے خرچ نہیں کیے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ دوسرا جو میرے علاقے میں جو بکرا منڈی ہے اس پر کبھی اس نے یہ ویکسین یا کوئی اسپرے وغیرہ نہیں کرنے کی وجہ بتائیں؟

**وزیر محکمہ حیوانات و ڈری ڈولپمنٹ:** جناب اسپیکر! جو شاہواني صاحب کہہ رہے ہیں کہ باہر مطلعوں کی انہوں نے دیا ہے خرچ تو ان جگہوں پر کرنا ہے کہ جہاں بیماری ہو۔ تو جدھر بیماری نہیں ہے تو ادھر خرچے کی کیا ضرورت ہے۔ تو یہ بارہ اضلاع جو افغانستان کے ساتھ جو لوگ پڑے ہیں۔ امراض تو وہیں سے آ رہے تھے۔ جدھر سے بھی امراض آ رہے تھے یہ خرچ وہاں ہوا ہے۔ اور انشاء اللہ جو یہ کہہ رہا ہے کہ ہماری بکریوں کو کوئی اسپرے نہیں کیا ہوا ہے۔ اسپرے تو الحمد للہ ہر جگہ ہم لوگوں نے کیا ہے اور خاص کر عید کے موقع پر جو لوگ باہر سے آتے ہیں کوئی میں اور جدھر جاتے ہیں شہر میں ہم وہاں اسپرے کرتے ہیں اور انشاء اللہ جو کوئی ہے وہ بھی پوری ہو جائیگی۔ شاہواني صاحب کو بولیں کہ پریشان نہ ہوں۔

**جناب اسپیکر:** نہیں، وہاں کوئی ایسا و ائرس ہے نہیں تو آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟

**ملک نصیر احمد شاہواني:** جناب اسپیکر صاحب! ضمنی سوال ہے۔ میرے خیال میں دوست اس کو serious نہیں لے رہا ہے۔ کہہ رہا ہے کہ افغانستان سے متعلق علاقے جو بھی ہیں وہاں سے یہ مرض آئی ہے۔ تو افغانستان سے متعلق علاقے سب سے پہلا تو چن ہے، اس میں چمن کا نام نہیں ہے۔ مٹھا خان کو تو کم از کم ذمہ دش بتابیں کہ بھائی آپ چمن جو اس سے متعلق علاقے ہیں وہاں کوئی ویکسین ہوئی نہیں ہے۔

**وزیر یونیکہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ:** جناب اسپیکر! قلعہ عبداللہ ہے اس میں۔ چون میں تو صرف لوگ کاروبار کرتے ہیں ادھر تو مالداری ہے نہیں۔ قلعہ عبداللہ میں دیا ہوا ہے۔ اور آپ کے جو سوالات ہیں یہ بالکل out ہیں جو آپ کر رہے ہو۔ اگر سوالات کرتے ہو دوبارہ کرو میں جواب دوں گا ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے سے۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں میرادوست اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا وہ کہتا ہے اور سوال کر دتے یہ پہلا سوال ہے جس کا میرے خیال میں دوسرا بعد مٹھا خان جواب دے رہا ہے اور اس کا جواب بھی وہ گول مول کر رہا ہے۔

**وزیر یونیکہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ:** آپ نے سوال لایا میں اسی موقع پر حاضر نہیں تھا آج میں حاضر ہوں آپ لوگ سارے غیر حاضر ہیں۔ آئندہ کیلئے اس کا جواب مجھے نہیں لانا ہے جو ادھر آیا ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے مٹھا خان صاحب۔ ایک منٹ ملک صاحب اس میں جو لکھا ہوا ہے کہ کہیں اگر واڑس کی اس طرح کوئی نشاندہی کی گئی ہوتی وہاں اسپرے کیا جاتا ہے۔

**حاجی احمد نواز بلوج:** جناب مٹھا خان صاحب ہمیں یہ بتائیں کہ کتنے جانوروں کا اس نے علاج کیا اور کون کو نے جانور ہیں؟ جن میں خرگوش بھی ہے جن میں بیل بھی ہیں۔

**وزیر یونیکہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ:** کیا میں جواب دوں آپ بیٹھیں۔ آپ نے تو سوال کیا نہیں ہے۔ یہ کیا ٹھمنی سوال ہے۔ جس بندے کا سوال ہے وہ سوال کریگا آپ لوگوں کا کیا کام ہے؟

**حاجی احمد نواز بلوج:** جناب اسپیکر! میں سوال کر سکتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** یہ کوئی سوال ہے کتنے جانور ہیں؟۔۔۔ کروڑوں میں جانور ہیں۔

**جناب دنیش کمار:** جناب اسپیکر! ان کے behalf پر انکو جواب دیتا ہوں کہ 15 لاکھ 17 ہزار 739 جانوروں کا کیا گیا ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

**وزیر یونیکہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ:** کاغذ میں لکھا ہوا ہے تو پڑھو، آپ کو کیا ضرورت ہے آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے۔ آپ نے پڑھا نہیں ہے صرف سوال کرتے ہو۔

**جناب اسپیکر:** یہ سوال بتانا نہیں ہے کہ کتنے جانور ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

**وزیر یونیکہ حیوانات و ڈیری ڈولپمنٹ:** اس کا مقصد ہے تقریر کرننا۔ تقریر کیلئے چھوڑ دو سکو جواب میں نے دیا ہے دیکھا نہیں ہے سب کچھ اس کے سامنے پڑا ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** سب کچھ پڑا ہوا ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:** جناب! اس میں تعداد تو لکھا ہوا ہے لیکن میں نے کہا کہ جب اس نے 22 کروڑ روپے میں انہوں نے جو ویکسین کیا ہے 15 لاکھ جانور۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک خطریر قم ہے۔

**جناب اسپیکر:** پراجیکٹ میں 22 کروڑ ہیں اس میں ویکسین تیار کیا گیا ہے اور پھر علاج کیا گیا ہے۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:** جناب اسپیکر صاحب! کمپنیاں جو ہیں یہ سارے پاکستان کی کمپنیاں ہیں اور وہ ہمارے دوست۔

**وزیر محکمہ حیوانات و ڈبیری ڈولپمنٹ:** وہ تو ٹھیک ہے آپ پاکستانی کمپنیوں کو نہیں مانتے ہیں۔ یہ تو سینز کا ہے آپ اپنے ملک کو نہیں مانتے ہیں۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:** ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب! اصل میں مٹھا خان سوالوں کے جواب بڑے اچھے طریقے سے دے رہے ہیں۔ دنیش نے اس کو پاگل بنایا۔ اس کے تمام جوابات صحیح ہیں۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔ میرے دوست اس کو نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** چلیں اگلے سوال پر آئیں۔ میرزا بدعلی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 235 دریافت فرمائیں۔

**میرزا بدعلی ریکی:** جناب اسپیکر صاحب! میرے دو سوال ہیں۔ defer کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** کوئی سلیمنٹری اس میں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**میرزا بدعلی ریکی:** میرے آخری دو سوال ہیں جناب اسپیکر صاحب!

**جناب اسپیکر:** جی؟

**میرزا بدعلی ریکی:** جناب اسپیکر صاحب! یہ دو questions آخری میرے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ہاں دونوں کا، پہلے تو 235 کو لے لیں۔

**235 میرزا بدعلی ریکی:** 7 اگست 2020 کو موخر شدہ

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

مالی سال 2019-2020 کے بجٹ میں ضلع واشک کے لئے کتنے ویٹر زری ڈسپنسریز/ہسپتاں کے قیام کی ہمنظوری دی جا چکی ہے اور یہ مذکورہ ضلع کے کن کن علاقوں میں قائم کیتے جائیں گے بمعہ مختص کردہ لائلر قم کے تفصیل دی جائے نیز مذکورہ ضلع میں پہلے سے قائم کردہ ویٹر زری ڈسپنسریز کی کل تعداد اور ان میں تعینات ویٹر زری

مہاٹت (26 اگست 2020ء)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

21

ڈاکٹرز و دیگر ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ گریڈ اور جائے تعینات کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

مالی سال 2019-2020 کے پی ایس ڈی پی میں ضلع واشک کے لئے کوئی نئی ڈپنسنری /ہسپتال کے قیام کی منظوری نہیں دی گئی ہے تاہم مذکورہ ضلع میں ایک منصوبہ کیمبل ملک پروسینگ یونٹ جس کا تخمینہ تقریباً 50 ملین ہے تکمیل کے مراحل میں ہے جس پر اب تک 35 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ 15 ملین بقایا ہیں جو اگلے مالی سال 2020-21 میں خرچ کیتے جائیں گے۔ اور مذکورہ ضلع میں پہلے سے قائم کردہ ویٹرزی ڈپنسنری کی کل تعداد 11 ہے نیز ان میں تعینات ویٹرزی ڈاکٹرز و دیگر ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور جائے تعینات کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

جناب اسپیکر: کوئی سپلینمنٹری؟

میرزا بدعلی ریکی: اس پر میں نے تیاری نہیں کی ہے۔

جناب اسپیکر: چلو اسکوا گے لے جاتے ہیں۔ 236۔

7 اگست 2020 کو موخر شدہ

☆ 236 میرزا بدعلی ریکی:

کیا وزیر امور پرورش حیوانات از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ امور پرورش حیوانات میں ویٹرزی ڈاکٹرز کی خالی پڑی ہوئی اسامیوں کی کل تعداد کتنی ہے ضلعوار تفصیل دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات:

محکمہ امور پرورش حیوانات میں ویٹرزی ڈاکٹرز کی خالی پڑی ہوئی اسامیوں کی کل تعداد 271 ہے جس میں سے 121 خالی اسامیوں کو بلوچستان پلک سروس کمیشن کی جانب سے موخر 2 ستمبر 2019 اشتہار نمبر 11/2019 کے تحت شائع کیا گیا ہے جو زول ایلوکیشن کے تحت پڑ کی جائیں گی نیز ان خالی 150 نئی منظور شدہ اسامیوں کو حکام بالا کی منظوری کے بعد بلوچستان پلک سروس کمیشن زول ایلوکیشن کے مطابق پڑ کی جائیں گی۔ تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

میرزا بدعلی ریکی: دوسرا بھی میں نے تیاری نہیں کی ہے، defer کریں۔

جناب اسپیکر: defer نہیں ہو سکتے جواب آگئے ہیں۔

میرزا بدعلی ریکی ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: مطلب آپ مطمئن ہیں۔ شکریہ۔

وقہ سوالات ختم۔ سکرٹری صاحب رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاڑ (سکرٹری اسمبلی) ڈاکٹر ربانہ خان بلیدی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم خان ریس انی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سکرٹری اسمبلی: مکھی شام لال صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب زادبعلی ریکی صاحب کی جانب سے تحریک استحقاق کا نوٹس موصول ہوا ہے۔ آیا محرك کو تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جو اس کے حق میں ہیں ہاتھ کھڑا کر دیں کتنے ہو گئے؟ اکثریت مل گئی ہے تحریک کو ایوان کی اکثریت کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ لہذا محرك اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

میرزادبعلی ریکی: شکریہ جناب اپیکر صاحب! اللہ الرحمٰن الرّحيم۔ میں اسمبلی کے قواعد و انصباط کا ر 1974ء کے قاعدہ نمبر 56 کے تحت ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ سورخہ 15 اگست کو میں اپنے علاقے واشک جارہا تھا کہ راستے میں ناگ چیک پوسٹ پر گاڑیوں کی ایک قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ جب میں نے وجوہات پوچھی تو پتہ چلا کہ لیویز الہکاروں سے پیسے لے رہے ہیں۔ میں نے لیویز الہکاروں سے وضاحت کرنے کو کہا کہ کس چیز کے پیسے لیے جا رہے ہیں۔ لیویز الہکاروں نے جواباً کہا ”کہ تحصیلدار کے حکم کے مطابق پیسے لے رہے ہیں“، جب تحصیلدار صاحب سے اس بارے میں وضاحت طلب کی تو انہوں نے آتے ہی جارحانہ روؤی اختیار کرتے ہوئے بد کلامی سے پیش آیا۔ نیز تحصیلدار کی موجودگی میں لیویز الہکاروں نے براہ راست فارنگ شروع کر دی۔ لیکن اللہ کے فعل سے میں مجرمانہ طور پر محفوظ رہا۔ بحیثیت ایک ممبر میرا استحقاق

مجروح ہوا ہے۔ لہذا تحریک میں اور لیویز الکاروں کی خلاف تادبی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے میری تحریک استحقاق کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک استحقاق پیش ہوئی لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔۔۔ (ڈیک  
بجائے گئے) سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔

**محترمہ شکلیہ نوید نور قادری:** جناب اسپیکر! Point of order, please! ایک اہم issue ہے جس کی طرف میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔ یہ ژوب اینڈ پورٹ کے ساتھ تین سو ایکٹر جو آئی ٹی یونیورسٹی جو عوام کی زمین تھی، آئی ٹی یونیورسٹی کے لئے دی گئی۔ باقاعدہ ٹینڈر ہوا۔ ٹینڈر ہونے کے بعد کام شروع ہوا۔ لیکن وہاں فائر ریٹچ بنانے کی غرض سے انہوں کام بھی stop کر دیا ہے۔ اب وہاں کی عوام یہ کہتی ہے کہ ہم پر تعلیم کے راستے بند نہیں کیتے جائیں۔ جو آئی ٹی یونیورسٹی کی زمین ہے وہاں آئی ٹی یونیورسٹی تغیری کی جائے۔ باقی انکو فائر ریٹچ کے لئے جہاں بھی زمین چاہیے تو ان کو دینے کے لئے عوام تیار ہیں۔ ہزاروں ایکٹر زمینیں وہاں پڑی ہوتی ہیں۔ لیکن جو ٹینڈر رشدہ ہے اُس پر کام شروع ہونی چاہیے جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** تو اس پر تحریک لائیں پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ آپ کہتی ہیں کام شروع ہونی چاہیے؟  
**محترمہ شکلیہ نوید نور قادری:** جی بالکل۔

**جناب اسپیکر:** وہ تو گورنمنٹ کریگی۔

**میرا خڑحیں لانگو:** جناب اسپیکر! وہ نواب اکبر خان بھٹی صاحب کے حوالے سے قرارداد ہے اُس کو بھی نہ مٹا دیں اس کے بعد کریں۔

**جناب اسپیکر:** نہیں، وہ تو آخر میں آرہا ہے نا۔ ابھی تو کارروائی کا حصہ نہیں ہوا ہے۔

**میرا خڑحیں لانگو:** دیسے بھی آپ کے پاس آگیا اگر اس کو کرداریں کیونکہ نواب صاحب اس ہاؤس کے قائد ایوان رہ چکے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** نہیں آخر میں آیا کبھی کارروائی کا حصہ نہیں ہوا ہے۔

**میرا خڑحیں لانگو:** پہلے اس قرارداد کو نہ مٹا دیں اس کے بعد ہم باقی کارروائی چلا لیں گے۔

**جناب اسپیکر:** نہیں وہ تو لمبا اُس میں تقریر کریں گے۔

**میرا خڑحیں لانگو:** نہیں، ہم دوچار آدمی اس پربات کر کے اس کو پاس کر دیں گے۔

**جناب اسپیکر:** نہیں نہیں، ایسا نہیں ہوتا آخر میں کر لیں گے ابھی سرکاری کارروائی شروع ہو گئی ہے۔

بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو پیش کیا جانا۔  
جناب دنیش کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور): بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) پیش کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** صبر کر لیں، کیا ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ تھوڑی سی ایک موضوع کی طرف لیجانا چاہتا ہوں جو اس ایجنسٹ سے متعلق ہے۔ پرسوں ہمارا اجلاس ہوا یہاں اجلاس اسپیکر صاحب! نے prorouged کیا۔ ایک دن میں کافی ممبر ان محروم کی چھٹیاں اور باقی چھٹیوں کو مد نظر رکھ کے یہاں سے چلے گئے۔ کل رات کو بہت دری میں ہمیں یہ پتہ چلا کہ اچانک اسمبلی کا اجلاس بلا لیا گیا ہے۔ جب ہم نے ایجنسٹ ادیکھا تو اس میں یہ دس سے بارہ کے قریب قانون سازی کے جو ایجنسٹ سے شامل ہیں۔ اب میں صرف sir! آپ کیونکہ کسوٹو دین آف دی ہاؤس ہیں دوسری بات یہ ہے کہ جب قانون سازی ہوتی ہے آپ کا اس میں ایک اہم کلیدی کردار ہے۔ دنیا میں جہاں بھی قانون سازی ہوتی ہے قانون سازی کے کچھ اصول اور کچھ مرحلے ہیں۔ میں صرف اس ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے اہم قانون ساز ادارے ہیں ہمیں ان چیزوں کو ضرور سمجھنا چاہیے کہ اگر ہم قانون سازی کے وہ جو مرحلے ہیں، تقاضے ہیں، اصول ہیں، اگر ان کو نظر انداز کریں گے تو قانون کی اہمیت نہیں ہوتی۔ اسی لئے ہمارے شہری قانون کو سمجھتے نہیں ہیں قانون پر عملداری جو ہے بہت کمزور ہے۔ قانون سے متعلق آگاہی نہیں ہے۔ جناب والا! دنیا میں international-principles principles ہیں۔ ڈیموکریٹک، جمہوری even ہم سے بھی پہلے کہ ہم ذمہ دار لوگ ہیں۔

**جناب اسپیکر:** بالکل، آپ کی بات صحیح ہے۔ لیکن ابھی فلور پر آیا ہے پھر آپ اس پر اپنی رائے پیش کریں پھر دیکھیں گے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** sir آج تو آپ کا ایجنسٹ آگیا۔ ابھی اس کے بعد ہر ایک پر تو ہم بول نہیں سکتے میں صرف introduce کرنے سے پہلے یہ بتا رہا ہوں۔ دوسری بات یہ ہے جناب والا! قانون کی تشهیر کی جاتی ہے، کوئی بھی قانون چھپایا نہیں جاتا ہے۔ ہم اراکین اسمبلی ہیں رات تک ہمارے پاس قانون آیا ہی نہیں ہم نے پڑھا نہیں۔ ہمیں کیا پتہ ہے اس وقت یہاں منظور ہونے جا رہا ہے؟ تیسرا بات یہ ہے کہ کسی بھی قانون کی منفی اور ثابت پہلو ہوتے ہیں۔ شہروں پر اس کے سماجی، معاشری اور معاشرتی اثرات ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ

جناب والا! قانون کی لاگو کرنے کی وجوہات ہوتی ہیں بہت بڑی details، آٹھ سے دس principles جناب والا! قانون کی لاگو کرنے کی وجوہات ہوتی ہیں بہت بڑی details، آٹھ سے دس principles Democratic principles of Legislation آپ apply نہیں کرتے۔ دیکھیں جی! بلوچستان، ہم stone-age میں نہیں رہ رہے ہیں۔ ہم دینیاتی قوم نہیں رہے۔ پڑھے لکھے قوم ہیں۔ آپ پڑھے لکھے ہیں۔ یہ اسمبلی پڑھی لکھی لوگوں سے بھری ہے۔ جناب والا! لوگ ہم پر نہیں گے۔

**جناب اسپیکر:** پھر قائد ایوان صاحب! یہ کہہ رہے ہیں over-night یہ آیا ہے گورنمنٹ نے اس پر تیاری تو کی ہوئی ہے ساری چیزیں اس میں ہیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** لیکن sir یہ Bill، اگر صرف گورنمنٹ کی constituencies پر apply ہوگا آپ یہ بتا دیں۔ تو پھر یہ گورنمنٹ اس کو adopt کریں ہم خاموش بیٹھیں گے۔ اس کی application بلوچستان کے ہر citizen پر ہوگی۔ تو جناب والا! ہمارے حلقوں میں بلوچستان کے شہری رہتے ہیں۔ یہ بائیس سے تیس ارکان کے حلقوں میں تقریباً نصف بلوچستان کی آبادی ہماری شہروں میں رہتی ہیں۔

**جناب اسپیکر:** آپ کا بھی ہو گیا ہے ناں آپ جام صاحب کو بولنے دے ناں، جام صاحب بات کریں گے۔

**قائد ایوان:** یہ Bill پیش کریں گے میرے خیال میں۔

**جناب اسپیکر:** یہ Bill جو گورنمنٹ کا ہے، پیش کریں، ایک منٹ میرے خیال میں انہوں نے تیاری کی ہے۔ آپ نے اس میں بحث کرنی ہے وہ کریں۔ وزیر برائے مذہبی امور، آپ کو پتہ نہیں ہے یہ گورنمنٹ بناتی ہے۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)۔

**ملک سعید رخان ایڈو کیٹ (قائد حزب اختلاف):** یہ Bill لایا گیا ہے اور ساتھ اس exempt کرا کے یہ بلڈوز کیا جا رہا ہے اسمبلی کے تمام قواعد اور ضوابط کو یہ کیسے آپ Custodian ہیں۔ آپ کیسے اس کو allow کریں گے۔

**میر یونس عزیز زہری:** ہمارے پاس کا پی بھی نہیں پچھی ہے، ہم کیسے اس پر کریں۔

**قائد حزب اختلاف:** یہ تو ہاؤس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے جناب اسپیکر! اتنی بد نصیبی تو آج بلوچستان میں نہیں دیکھی ہے۔

**جناب اسپیکر:** یہ دیکھیں ہاؤس میں آیا ہوا ہے اب آپ اس پر ووٹنگ کریں گے، وہی چیز ہو گی ابھی ہاؤس کی

رائے آئینگی اس پر۔

**قائد حزب اختلاف:** اس کی کاپیاں لیں یہ کس کو خوش کرنے کے لئے یہ بزلائے گئے ہیں یہ بھی بتائی جائے۔ ہم بتائیں گے اگر نہیں بتاتے۔ لیکن بات یہ ہے کہ آپ ضوابط اور قانون کے مطابق چلیں۔

**جناب اسپیکر:** دیکھیں ہاؤس میں آیا ہے ابھی ممبروں کا کام ہے میرا کام نہیں ہے۔۔۔۔۔

**قائد حزب اختلاف:** ہاؤس میں آیا ہے اور اس وقت منظور بھی کرار ہے ہیں اس کو کیسے ہم allow کریں۔۔۔۔۔ (داخلت۔شور۔)۔

**جناب اسپیکر:** نہیں ملک صاحب۔ ہاؤس ابھی اس پروٹوکل کر گی۔ وزیر برائے مذہبی امور بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) پیش کریں۔

**جناب دیش کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور):** میں دیش کمار پارلیمانی سیکرٹری، برائے وزیر مذہبی امور کی جانب سے بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) پیش کرتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) پیش ہوا۔ وزیر برائے مذہبی امور! بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کے بابت تحریک پیش کریں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور:** میں دیش کمار پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے مذہبی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو قواعد و انصباط کا رہنمایی کا مسئلہ مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2) 85 کے تقاضوں سے مستثنی قرارداد دیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی قواعد و انصباط کا رہنمایی 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2) 85 سے مستثنی قرارداد دیا جائے؟۔۔۔۔۔ (داخلت۔شور۔)۔ جو اس کے حق میں ہیں ہاتھ کھڑا کریں تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رہنمایی 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2) 85 کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جاتا ہے۔

مباحثات (26 اگست 2020ء)

27

بلوچستان صوبائی اسمبلی

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ مذہبی امور بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔ (داخلت۔ مائیک بند۔ شور)۔

(اس مرحلہ میں اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر کے اسمبلی ہال سے باہر چلے گئے)۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور: میں دنیش کمار پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ مذہبی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

وزیر برائے مذہبی امور بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور: میں دنیش کمار پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ مذہبی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان وقف املاک کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 2 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔ بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کا پیش کیا جانا۔ وزیر برائے مذہبی امور بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کو پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور: میں دنیش کمار پارلیمانی سیکرٹری وزیر برائے محکمہ مذہبی امور کی جانب سے بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) پیش ہوا۔

وزیر برائے مذہبی امور بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء کی

بابت تحریک پیش کریں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور:** میں دنیش کمار پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ مذہبی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کو قواعد و انضباط کا ر بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2) کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا ر مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2) کے تقاضوں سے مستثنی قرار دیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کے قاعدہ نمبر 84 اور (2) کے تقاضوں سے مستثنی exempt قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر برائے مذہبی امور، بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کی بابت الگی تحریک پیش کریں۔

**پارلیمانی سیکرٹری برائے مذہبی امور:** میں دنیش کمار پارلیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ مذہبی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جائے؟

تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ٹرست کا مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 3 مصدرہ 2020ء) منظور ہوا۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4) کا پیش کیا جانا۔ وزیر برائے محکمہ زراعت! کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو پیش کریں۔

**انجینئر زمرک خان اچھزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآ پریوуз):** میں وزیر برائے محکمہ زراعت کوآ پریوуз، کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ

مہاٹھات (26 اگست 2020ء)

2020ء کو پیش کرتا ہوں۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی

29

**جناب اسپیکر:** کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) پیش ہوا۔

وزیر برائے محکمہ زراعت کوآ پریوуз سوسائٹی بلوچستان کا ترمیمی مسودہ قانون مصدرہ 2020ء مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ زراعت و کوآ پریووز۔ میں وزیر محکمہ زراعت تحریک پیش کرتا ہوں کہ کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو قاعدہ انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔ آیا کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو قاعدہ انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے؟

تحریک منظور ہوئی۔ کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کی قاعدہ انصباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

وزیر برائے محکمہ زراعت! کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

**وزیر محکمہ زراعت و کوآ پریووز:** میں وزیر برائے محکمہ زراعت! تحریک پیش کرتا ہوں کہ کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔ آیا کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو فی الفور زیر غور لایا جائے؟

کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: point of order

جناب اسپیکر: بیل کے بیچ میں point of order نہیں ہوتا بل آرہا ہے۔ Bill میں کوئی مسئلہ ہے کیا؟

جناب نصراللہ خان زیرے: آپ Custodian of the House ہیں جناب اسپیکر! یہ قوانین جو ہمارے دوستوں کے سامنے پڑے ہوئے ہیں کسی نے بھی ان قوانین کو، تمام Bills کو نہیں پڑھا ہے کہ اس کے اندر کیا لکھا ہے جناب اسپیکر! آیا یہ عوام کے خلاف ہے یا یہ عوام کے حق میں ہے۔ یہ تمام ترقیزیں عوام کے خلاف ہے۔ جناب اسپیکر! یہ بلڈوز کیا جا رہا ہے۔ یہ پارلیمنٹ کی توہین ہے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

(وزیر مکملہ زراعت کوآ پریوуз) میں وزیر برائے مکملہ زراعت، تحریک پیش کرتا ہوں کہ کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جائے؟

تحریک منظور ہوئی۔ کوآ پریوуз سوسائٹیز بلوچستان کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2020ء (مسودہ قانون نمبر 4 مصدرہ 2020ء) کو منظور کیا جاتا ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

میرضیاء اللہ لانگو صاحب! صوبائی وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور اور پی ڈی ایم اے! آپ اپنی آئینی قرارداد نمبر 26 پیش کریں

## آئینی قرارداد نمبر 26

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر مکملہ داخلہ و قبائلی امور اور پی ڈی ایم اے)۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ ایوان اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت مجلس شوری (پارلیمنٹ) کو اختیار دیتا ہے کہ وفاقی حکومت قومی آفات سے نمٹنے کے قانون 2010ء میں ضروری ترا ایم کرے۔

جناب اسپیکر۔ آئینی قرارداد نمبر 26 پیش ہوئی۔ آیا آئینی قرارداد نمبر 26 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

ایماناز کا وقفہ کریں؟۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں، کون سی تحریک پیش کریں؟ کوئی رکن قاعدہ 180 کے تحت

تحریک پیش کریں۔ کوئی رکن اسمبلی، کون پیش کرے گا؟۔

**میرا ختر حسین لانگو:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ زیر تعزیتی قرارداد پیش کرنے کے لیے قاعدہ نمبر 225 کے تحت قاعدہ نمبر (2) 103 کے تحت اوازات کو محظل کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک کو منظور کی جائے؟۔ تحریک منظور ہوئی ہے۔ لہذا محکمین میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

### مشترکہ تعزیتی قرارداد

**میرا ختر حسین لانگو:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ ہم اراکین بلوچستان اسمبلی، بلوچستان اسمبلی کے سابق وزیر اعلیٰ و سابق گورنر بلوچستان اور ممتاز قبائلی رہنماؤ باب محمد اکبر خان بکٹی کی یوم شہادت پر ان کی صوبہ بلوچستان کے عوام کے لیے گران قدر خدمات اور جمہوریت کے استحکام کے طور پر اپنی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ نیز 26 اگست 2006ء کو ایک آمر کی جانب سے ان کے اور ان کے رفقاء کے خلاف آپریشن میں سینکڑوں شہریوں کی شہادت کی پڑوز الفاظ میں نہ مرت اور انہیں خراج عقیدت بھی پیش کرتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** مشترکہ تعزیتی قرارداد پیش ہوئی۔ جو محرک اس پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام مجھے بھیج دیں۔ جی حاجی اکبر صاحب۔

**حاجی میرا کبر آسکانی:** جناب اسپیکر! واپڈا نے ہمارے علاقے کی بجلی کاٹ دی ہے جسکی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ بجلی کی وجہ سے لوگوں کو روزگار نہیں ہیں۔ بجلی کی وجہ سے لوگوں کو پینے کا پانی بھی میسر نہیں۔ لوگ تو وہاں بجلی کی وجہ سے کاشت کاریاں بھی کرتے ہیں۔ اس دور میں بجلی کا نامہ ہونا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ واپڈا والوں سے بات کریں کہ وجہ کیا تھی۔ کیوں بجلی کاٹا گیا؟ تو یہ آپ سے گزارش ہے کہ یہ بجلی جلد از جلد بحال کی جائے۔ اگر کوئی بل کا مستثنہ ہے تو وہاں جا کر میٹر لگائیں۔ جو وہاں کے لوگ بجلی کا بل نہیں دیتے ہیں تو انکی بجلی کاٹ لیں۔ وہاں اپنی ٹیم بٹھائیں پورے عوام کو متاثر کیئے ایک لاکھ کی آبادی ہے عوام بیچارے کیا کریں؟ پہلے والا زمانہ نہیں رہا۔ پہلے وقت میں کنوئیں ہوتے تھے۔ کنوئیں سے پانی نکالتے تھے۔ ابھی سب کچھ بجلی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کوئی غریب ہے اُس کے پاس جزیر نہیں ہے وہ کیسے اپنا گزارہ کرے؟ تو بہرحال سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ واپڈا کے چیف کو یہاں بلاکر اس سے پوچھیں کہ کیوں بجلی کاٹی گئی ہے۔ مہربانی۔

**جناب اسپیکر:** منسٹر صاحب! ایک تو یہ ہے کہ آپ منسٹر ہیں کیبنت کافورم ہے۔ اگر وہاں نہیں ہوتا ہے پھر

آپ تحریک لائے میں یہاں، ہم اس پر کارروائی کریں گے اور ان کو بلائیں گے۔

حاجی میرا کبر آسکانی: مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی شناہ، بلوچ صاحب۔

**جناب شناہ اللہ بلوچ:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح کہ آپ جانتے ہیں نواب اکبر خان بگٹی صاحب بلوچستان کے سابقہ وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں۔ اس معزز زایوان کے رکن رہ چکے ہیں کئی مرتبہ۔ بلوچستان کے سابقہ گورنر رہ چکے ہیں۔ وفاتی وزیر مملکت بھی رہ چکے ہیں۔ 12 جولائی 1927ء کو ان کی پیدائش ہوئی۔ جب وہ 20 سے 22 سال کے تھے۔ خوبصورت جو اس سال جب پاکستان کا قیام عمل میں آ رہا تھا تو اُس وقت قائدِ اعظم محمد علی جناح صاحب جب بلوچستان تشریف لائے ایئر پورٹ پر استقبال کرنے والوں میں ان کی وہ وجہت، ان کی وہ شخصیت کی تصویر ابھی تک میرے خیال امنڑنیت، سو شل میڈیا سب کے سامنے ہیں۔ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ، خوش مزاجی کے ساتھ، ایک اچھے طریقے سے قائدِ اعظم محمد علی جناح کو انہوں نے خوش آمدید کہا۔ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو بڑے شروع سے ہی پاکستان کے سیاسی، جمہوری معاملات میں انہوں نے بہت کلیدی کردار ادا کیا۔ ان کی حسب توفیق جہاں تک ان کی رسائی تھی اپنے علاقے کی معاملات میں۔ جب 1952-53ء کے بعد جب سوئی سے گیس نکانا شروع ہوا۔ اُس وقت سے لے کر پھر بعد ازاں تسلیم کے ساتھ مسائل رونما ہوتے رہے۔ اور یہ مسائل بلوچستان کے سیاسی بھی تھے، بلوچستان کے معاشی بھی تھے۔ ان مسائل کی بنیاد پر وفاق کے ساتھ ان کا ہمیشہ جو کچھ تباخی رہتی تھیں کہ بلوچستان کو اس کا due share Constitution میں دیا نہیں جا رہا تھا۔ پہلے تو 1956ء کا Constitution تھا، اُس میں ہمارے گیس کے حوالے سے کوئی اچھی نہیں جو ہمارا حق بتا تھا وہ نہیں ملا۔ اُس کے بعد 1962ء constitution تھیں تو اُن guarantees کی بنیاد پر جناب والا! وزیر اعلیٰ ایک اچھے ایڈمنسٹریٹر تھے۔ ایک ان کی وجہت اور ان کی شخصیت کو بلوچستان کی تاریخ میں ہمیشہ اسکو یاد رکھا جائے گا۔ مجھے یاد ہے جب 2003-2002ء میں جب جزل مشرف ایک آمر پاکستان پر مسلط ہوئے۔ تو انہوں نے پورے بلوچستان کا اوپریہ تھا کہ پورے بلوچستان کے تمام سیاسی شخصیات نے جس میں سردار عطاء اللہ مینگل صاحب ہوں، نواب خیر بخش مری صاحب ہوں۔ نواب اکبر خان بگٹی صاحب ہوں۔ محمود خان اچڑی صاحب ہوں یا بلوچستان کے دیگر قوتوں میں جن میں بزر جو فیملی کے لوگ تھے۔ ڈاکٹر مالک تھے۔ کسی بھی جمہوری لوگوں نے آمریت کی کبھی بلوچستان میں حمایت نہیں کی۔ تو جب

آمریت کا یہ دور آیا تو اُس وقت بلوچستان میں تاریکیاں بڑھ گئیں۔ بلوچستان میں گھن بڑھ گیا۔ بلوچستان کے معاملات جو سمجھنے کی بجائے الجھانے کی کوشش کی گئی۔ اسلام آباد میں کچھ ایسے لوگ آئے وہ بلوچستان کے لوگوں کو جانور سمجھ کر وہ چاہتے تھے کہ بلوچستان کی تمام زمین فتح کر لیں گے۔ بلوچستان کے تمام خزانے اپنے ساتھ لیں گے۔ بلوچستان کی تمام تیل اور گیس کے وسائل ہمارے ہو جائیں گے۔ ہم سمندروں پر اپنا راج کریں گے۔ تو جب بلوچستان کے جمہوریت پسند شخص جس نے پاکستان کیلئے، اس وفاق کیلئے، پاکستان کی سیاست میں اتنی قربانیاں دی ہوں۔ عمر کے آخری حد پر پہنچ کر جب وہ دیکھتا ہے کہ میری قوم کے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! انہوں نے جمہوری احتجاج کیا۔ میں اس وقت اس احتجاج کا حصہ تھا جب چار جماعتی ہماری اتحاد بنی۔ میں مجرم تھا سینٹ آف پاکستان کا، 2003ء میں جب بلوچستان میں حالات خراب ہوئے۔ تو ایک کمیٹی آئی بلوچستان visit کرنے کیلئے۔ پھر ہم نواب اکبر خان بگٹی صاحب سے ملے۔ اور اُس میں یہ طے پایا کہ جناب والا! اگر اسلام آباد بلوچستان کے معاملات کو سمجھانا چاہتا ہے اصلاح احوال کے لیئے۔ گزشتہ بعد میں یوں کو، بے وفا یوں کو بلوچستان سے کیتے گئے وعدوں کو اگر وہ دبانا چاہتے ہیں ہم انکو اپنے معاملات constitutional، politicaly وقت جناب والا! ستمبر 2004ء میں بلوچستان سے متعلق ایک اپیشل کمیٹی بلوچستان کی بنی۔ میں اُس کمیٹی کا رکن تھا جو اپیشل کمیٹی بن بلوچستان کے current issues پر۔ نواب اکبر خان بگٹی کو ہم آج تک ہم نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو یہ کہے کہ آپ ہتھیار اٹھائیں۔ کسی کو یہ کہے کہ جی آپ جا کر رائی لڑیں۔ وہ ہمیشہ تعلیم پر جمہوری انداز میں جو ہے بلوچستان کے حقوق کی جدو جہد کرتے آرہے تھے۔ جب ہم 2004ء میں میں اُس کمیٹی کا حصہ رہا۔ اُس کا جو terms of reference تھا وہ یہی تھا کہ جناب والا! بلوچستان کے تمام مسائل تین مہینے کے اندر اُس پر recommendation بن جائیں گی۔ جب تین مہینے کا وقت گزرا۔ جب ہم نے دیکھا انہوں نے وہ recommendations یا سفارشات مرتب نہیں کیں۔ تو میں نے اُس سے استغفی دے دیا۔ یہ how a was the architect بلوچستان پر بننے والی کرنٹ کمیٹی کی یہ پہلی ڈاکو منٹ ہے۔ ڈرافٹ ڈاکو منٹ جو بھی تک میں نے ریکارڈ میں رکھا ہوا ہے۔ میں ابھی صرف تھوڑی کچھ اچھی چیزیں آپ کو بتاؤں گا۔ وہاں سے ایک معززا اسمبلی ابھی اٹھ کر بجلی کارونا دونا دے رہے ہیں۔ آج سے چودہ پندرہ سال پہلے نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت ہوئی۔ ان چودہ سالوں میں بلوچستان کمیٹی کی وہ رپورٹ بعد ازاں بلوچستان پہنچ کے نام پر ہمارے ساتھ دھوکے۔ بلوچستان میں جو ساری چیزیں ہوئیں وہ آج تک جناب والا! اپنی جگہ

پر برقرار ہے۔ نواب اکبر خان بگٹی کو شہید کرنے والوں نے یہ کہا کہ جناب والا! یہ سردار، یہ نواب، یہ بلوچستان کے سیاسی جمہوری لوگ یہ بلوچستان کی ترقی نہیں چاہتے۔ ہم تو بلوچستان کے یہ چار پانچ، سر جو ہیں وہ کاٹ کر اس کے بعد یہاں خوشحالی کے حصتیں آگائیں گے۔ ہم یہاں یونیورسٹیوں کی لائیں لگادیں گے۔ ہم یہاں کے نوجوانوں کو دنیا کے بہترین روزگار فراہم کریں گے۔ ہم بلوچستان کی گلی کو چوں میں گیس بھیجیں گے۔ ہم بلوچستان کے ہرجونپڑیوں میں بجلی دیں گے۔ لیکن آج معزز رکن اسمبلی وہاں سے بھی اٹھا ہوا ہے حکومتی ارکان سے۔ آج بلوچستان ایک واحد صوبہ ہے۔ بجلی تو اپنی جگہ ہے جناب والا! گیس جو 1953ء سے لکھتا ہے۔ آج بلوچستان کی گیس بلوچستان کے لوگوں کو میسر نہیں ہے۔ سوئی اور ڈیرہ بگٹی کے لوگ گیس سے محروم ہیں۔ جو معابر ہے ہوئے وہاں کے نوجوان روزگار سے محروم ہیں۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے جناب والا! ریاستوں میں، جمہوریہ، ممالک میں آج بلوچستان میں جواحاس مایوسی ہے۔ آج بلوچستان میں جو گھنٹن ہے۔ آج آپ کو بلوچستان کے نوجوان جو سڑکوں پر نظر آ رہے ہیں جناب والا! قوموں کی سیاست میں امید کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ کچھ چیزیں ہوتیں ہیں جو بڑی ٹینکنکل ہوتی ہیں۔ political ہے۔ سوشنal ہے۔ lіnk ہے۔ lіnk ہے۔ security related ہے۔ psychology سے بڑا تعلق ہوتا ہے۔ بلوچستان کے عموم ہر پندرہ سال میں ایک نئی امید باندھتے ہیں۔ کہ بلوچستان کے معاملات کو سنجیدگی سے حل کیا جائیگا۔ بلوچستان میں اگر کوئی خون خراب ہو اے۔ تکلیفیں ہوئی ہیں مشکل ہو اے۔ شہادتیں ہوئی ہیں۔ تو بلوچستان کی لوگوں کو انکے گن گشته حقوق میں گے۔ یہ جو امید بنتی ہے ہر دس، پندرہ سال کے بعد۔ جب وہ امید بڑتی ہے تو جناب والا! آپ کو نظر آتا ہے کہ، یہ اندر ہرے جو ہوتے ہیں۔ تو ان میں آپ کو شمعیں جلانے ہوئے نوجوان سڑکوں پر نظر آتے ہیں۔ بلوچستان میں امید دام توڑ رہا ہے۔ اور جب امید دام توڑتی ہے تو اُس کے بعد سب سے تکلیف دہ مرحلہ شروع ہوتے ہیں۔ امید انسان کو جوڑ کر کھتا ہے ریاست کے ساتھ۔ سیاست کے ساتھ۔ شخصیت کے ساتھ۔ آپ کے حلقة کے لوگوں نے ایک امید کے ساتھ آپ کو منتخب کیا۔ میرے حلقات کے لوگوں نے مجھے ایک امید کے ساتھ منتخب کیا۔ ان سب کو آج بلوچستان میں پسمندگی۔ بھوک، پیاس، افلس، بجلی کی عدم دستیابی۔ اسکولوں کی عدم دستیابی۔ ادویات کی عدم دستیابی۔ بڑھتی ہوئی بے روزگاری۔ دہشت خوری۔ بجهت خوری۔ چیک پوسٹ بنانا پیپلک بن گیا ہے۔ اسے ریپلک بنانا جہاں انسانوں کو اپنے جان و مال کا تحفظ نہ ہو جناب والا! امید دام توڑ دیتا ہے۔ جب امید دام توڑ دیتا ہے ہُد اخواستہ پھر حالات خراب ہوتے ہیں۔ ہم بار بار جب چیزوں کو لا نا چاہتے ہیں اس

فورم پر۔ کیونکہ بلوچستان میں کوئی اور تو بھی گرینڈ جرگہ یا لوئے جرگہ نہیں ہوگا۔ بلوچستان کا اناشہ اُس کی یا اسمبلی ہے۔ اصلاح احوال کیلئے ہم اسلام آباد کو۔ اُنکے اداروں کو۔ اُنکے ذمہ داروں کو بلوچستان کے ذمہ دار حلقوں کو۔ سب کو بتانا چاہتے ہیں کہ بلوچستان سے مسلسل وعدے کیتے جا رہے ہیں۔ جناب والا! بلوچستان سے متعلق جو پارلیمانی کمیٹی کی anonymous recommendation of the draft committee

اس میں آٹھ چیزیں تھیں۔ میں صرف تھوڑا سا، تاکہ اس اسمبلی کے ریکارڈ پر رہے۔ اور یہ نواب اکبر خان بھٹی کے مطالبات تھے۔ ان مطالبات کے بدے میں ایک سفیدریش۔ ایک معزز قبائلی سردار۔ پاکستان کے لیئے اُنکی خدمات کو مدد نظر رکھے ہوئے شہید کرنا کوئی بھی جوان نہیں بتتا تھا جناب والا! اور وہ سلسلہ ابھی تک رکھا نہیں۔ اس کے بدے میں تو میں سمجھتا ہوں کہ انکو تمغہ امتیاز دیا جاتا۔ انکو اچھے اچھے دنیا کی تمنوں سے نوازجا تا کہ ایک قبائلی سردار بلوچستان میں ترقی اور تعمیر کی بات کر رہا ہے۔ میں مسلسل 2003 اور 2004ء میں اُنکے ساتھ فون پر رابطے میں رہتا تھا۔ توجہ یہ بلوچستان کمیٹی کی روپریش ہو رہی تھی اُنکی مہربانی تھی اُنکی محبت تھی اُنکا اعتقاد تھا کہ یہ issues ہیں۔ آپ constitution کو سمجھتے ہیں۔ آپ لا اک سمجھتے ہیں۔ بلوچستان کے چیلنجز کو سمجھتے ہیں۔ basis facts پر۔ figures کی بنیاد پر شاء صاحب ہم اُنکے اولاد تھے ہم نے آج تک اُنکے لب والجھ میں نہیں دیکھا کہ وہ کسی کے ساتھ بھگڑا چاہتے ہیں۔ ہو گیا۔ ایک سانحہ ہوا بلوچستان میں۔ اُس سانحہ کے بعد آج مجھے سوئی اور ڈیرہ بگٹی میں دکھائیں جناب والا! شہدا اور دودھ کی نہری تو نہیں بہہ رہی ہیں سوئی کے نوجوان، بچے ابھی تک خدا شاید واحد ہے ہمارے سب کے علاقوں میں لوگ ابھی تک ایران سے آنے والے وہ " سُل " جس کو کہتے ہیں۔ blue colour کا ہوتا ہے۔ جس میں پیڑوں اور ڈیزیل آتا ہے۔ جس کو صاف کر کے ہمارے سب کے علاقوں میں ابھی تک بلوچستان کے ساٹھ فیصلوگ جو ہیں وہ " سُل " سے۔ کنوں سے اور کئی دُور دراز سے پانی بھر کرتے ہیں۔ ڈیرہ بگٹی اور سوئی میں تو سب سے زیادہ ہے۔ میں نے تو ایسی صورتحال دیکھی ہے جو تکلیف دہ ہے۔ دیکھنہیں سکتے کسی کو بتانہیں سکتے ہیں۔ ابھی تک سوئی کے لوگوں کو گیس نہیں ملی۔ اس میں جناب والا! کچھ اس کے recommendations تھے۔ بعد میں یہ جناب والا! adopt بھی ہوا۔ اس میں سب سے پہلے جو ہم نے رائٹی اینڈ گیس ڈولپمنٹ سرچارج پر تھا کہ جناب والا! پندرہ فیصد اس ضلع کو، اس علاقے کو ملے گا۔ جہاں سے بلوچستان کو اگر دس ارب روپے مل رہے ہیں۔ بیس ارب روپے مل رہے ہیں تو اس کا پندرہ فیصد جو ہے وہ ڈیرہ بگٹی کو جائیگا۔ اور ہم چاہتے ہیں یہ ڈیرہ بگٹی کا حق ہے۔ ڈیرہ بگٹی والوں نے جتنی سکیاں، ہائیں، آنسو، غم، لاشیں دیکھیں ہیں۔ جناب والا! یہ اُنکا حق تھا کہ پندرہ

پرسنٹ اس بلوچستان کمیٹی رپورٹ کے بعد جانا چاہیے تھا۔ پنجاب کے بارڈر پر بھوک سے رہنے والے آج پنجاب میں بھیک مانگنے پر مجبور ہونے والے ہمارے مزاری، بگٹی۔ یہ ہمارے بلوج یہم سے سوال کرتے ہیں۔ ہمارے خمیر کو جنخونڑتے ہیں۔ سونے اور چاندی کی زمین سے اٹھ کر برہنہ پاپھے پُرانے کپڑوں کے ساتھ اسلام آباد کی سڑکوں پر آج کل بھیک مانگنے پر مجبور ہیں۔ اتنی سونے والی زمین کا۔ اور اس کیلئے maximum commitment ہوئی تھی۔ یہ کہ سارا۔ اس کے بعد جناب والا! commitment representation should be given to the province on the PPL-OGDCL-Sui southern gas company میں جناب والا! پچاس فیصد نمائندگی کی بات کی گئی تھی بورڈ میں۔ یہ ساری چیزیں ہم نے introduce کروائیں۔ اسکا فیصلہ ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب والا! پانچ فیصد جو ہے سو شل سیکٹر کی ڈولپمنٹ پر اس علاقے میں خرچ ہونی چاہیے تھی۔ قلات سے پھر گیس لکا ہے۔ واشک میں امکانات ہیں کہ گیس لٹکیں گے۔ ہم اسی لیئے یادداتے ہیں کہ نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کا سانحہ صرف ایک شخص کی بلوچستان سے محروم نہیں ہے۔ حمد اوندو تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ وہ ویسے ہی شاید اپنی جو ہے وہ زندگی اور عمر میں وہ طبعی موت بھی مر سکتے تھے۔ لیکن قوموں کی تاریخ میں ایسے واقعات اور سانحات جو ہے انکو یاد اس لیئے کیا جاتا ہے کہ انسان اپنی ماضی پر نظر ڈالتا ہے۔ ماضی بعید پر نظر ڈالتا ہے۔ ماضی قریب پر نظر ڈالتا ہے۔ اور مستقبل کیلئے فیصلے کرتا ہے۔ آج اس recommendation میں جناب والا! گیس کی فراہمی۔ یہ recommendations بلوچستان اسے میں جناب والا! گیس کی فراہمی۔ یہ recommendations is the I.S forum، joint parliament committee بنی تھی بلوچستان کی۔ جس میں تقریباً کوئی ہم سانحہ کے قریب ممبران تھے۔ جس میں مولا ناشیرانی صاحب مشاہد حسین صاحب چوہدری شجاعت پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کے رضا محمد صاحب اور اسلام بلیدی صاحب شامل تھے۔ جس میں بلوچستان کے کافی معزز۔ مجھے تو آج حیرت ہو رہی ہے کہ آج ہم نواززادہ گہرام بگٹی کے دادا کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ آج اُنکے ہی اسے میں جو فلور کے سارے دوست، ساتھی ہیں۔ وہ ادھر سے گئے ہیں وہ ادھر گئے ہیں۔ جیسے ہدایتوں سے ہم کسی دشمن ملک کے رہنماء کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ وہ اس وطن کا فرزند تھا۔ اس نے اس کیلئے۔ (مدخلت۔ آوازیں)۔ آپ لوگوں کا شکریہ۔ آپ لوگوں کی مہربانی جو یہاں بیٹھے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں ہاں اگر کسی کے ذہن میں یہ مان ہے۔ میں صرف دو، تین باتیں بتاؤں گا۔ بلوچستان کی تاریخ میں یہ

بڑی چیزیں تھیں۔ جناب والا! گوادر کا issue ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ میں representation کا ہے۔ پچاس فیصد نمائندگی کا وعدہ گوادر کی جو ہے تمام اخراجیز وغیرہ میں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جناب والا! سوئی اور ڈیرہ بگٹی میں یہ ہمارے ساتھ پورے بلوچستان میں کا الجزا قیام ہے۔ تربیتی ادارے ہیں۔ جو ڈیشل کمیشن ہے گوادر کے زمین کی الامنٹ کے معاملے میں۔ یا ایک بہت بڑی سڑکیں۔ روز بیہار ہم سڑکوں کے بارے میں روتے ہیں۔ یہ سارے نواب اکبر خان بگٹی کے یہی مطالبات تھے۔ آج سے چودہ پندرہ سال پہلے بلوچستان میں کوئی انہوں نے سونا چاندی نہیں مانگا۔ انہوں نے نہیں کہا کہ آسمان سے ہمارے لیے تارے توڑ کر بلوچستان کے لوگوں کے ہاتھ میں دے دو۔ اس نے یہی کہا تھا کہ یہ سڑکیں۔ اس وقت بھی یہی صورتحال تھی اور یہ سارا میں پڑھنہیں سکتا۔ آپ کے پاس وقت کم ہے۔ کوست گارڈ اور ایف سی کے متعلق یہی تھا کہ انکے جو چیک پوسٹس ہیں وہ بارڈر پریشل سیکورٹی کو ensure کریں۔ دہشت گردی، تحریک کاری، منشیات کے خاتمے کو ممکن بنائیں۔ ہمارے ادارے ہیں۔ ہماری فورسز ہیں۔ ہمیں انکی ضرورت ہے۔ ہم بارڈر پر نہیں جاسکتے۔ انکو خدمات کے عوض انکو وہ سہولیات فراہم کی گئیں ہیں۔ یہ اس وقت accept ہوئیں یہ ساری چیزیں۔ اس کے علاوہ جناب والا! یویز کا جو معاملہ ہے۔ آج ہمارے اے این پی کے دوست چلے گئے۔ جنہوں نے کوڑ میں بھی کیس تھا۔ ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ اسلام آباد کے ساتھ مشرف کے سارے دوستوں، ساتھیوں کے ساتھ بلوچستان کا کیس لڑا۔ میں نے اس پر پوری کتاب لکھی۔ اے "اور" بی "ایریا کے متعلق۔ ہم نے ایک ایک جو figure facts تھے اس سے justify کیا۔ سارے اسلام آباد کے بابوؤں کو۔ بادشاہوں کو۔ طاقتو طبقوں کو convince کر دیا کہ یویز بلوچستان کا جو ہے وہ ایک اٹاٹہ ہیں اس کو جو ہے جس طرح شیروف امریکہ میں کام کر سکتے ہیں۔ کینیڈا میں ہو سکتے ہیں۔ افریقہ میں جو ہے traditional forces ہیں۔ یہ آپ اس کو strengthen کریں۔ یہ اس کی recommendation کا بہت بڑا حصہ ہے دو سے تین صفحوں پر۔ قانون میں زیادتیاں لوگوں کے ساتھ۔ لوگوں کو ٹارچ۔ اپیشل کوٹے کی بات کی گئی تھی۔ پی پی ایل کی پرائیٹ ایمیشن کی تھی۔ جناب والا! یہ تفصیل کے ساتھ۔ اور آخر میں آگیا تھا provincial autonomy۔ یہ constitution کے اندر جو flaws تھے۔ ہم نے کنکرنٹ لسٹ کے خاتمے کی بات کی تھی۔ چالیس اور چیالیس کے قریب چیزیں ہم نے ان کو بتائیں۔ اور آج وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ وہ اٹھارویں ترمیم کے تحت وہ ساری چیزیں ہیدر لیں ہوئیں۔ پریشل فائنس کمیشن کی بات۔ یہ نواب اکبر خان بگٹی

کے ڈیمانڈ تھے جس کی وجہ سے بلوچستان کو آج سو، دوسو، ڈیڑھ سوارب روپے زیادہ ملا۔ تو ہم اس کے باوجود بھی اگر یہ اسمبلی اُس کو خراج عقیدت پیش نہیں کرے۔ میں تو سمجھتا ہوں آج ایک بھی کرسی خالی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم انسان ہیں، ہم میں خامیاں ہیں۔ کی کوتاہی ہر انسان میں ہوتا ہے۔ لیکن جناب والا! جو بزرگ آج جن کی بدولت ہمیں دوچار روپے بلوچستان کو آ کرمل رہے ہیں۔ جو یہاں وزراء ڈولپمنٹ، نان ڈولپمنٹ کی مدد میں خرچ بھی کر رہے ہیں۔ یہ مر ہون منت ہے ہمارے بزرگوں کی۔ جناب والا! نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کا واقعہ ہوتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ آپ اپنے دشمن کو بھی اگر اُس کی شہادت کے بعد، موت کے بعد عزت دیتے ہیں۔ میں آپ کو صرف بلوچستان کے تین واقعات سُنا و نگا۔ اصلاح احوال کیلئے اسلام آباد والے کل بھی باشاہ ہیں۔ بنو قاٹھا کر ہم میں سے کسی بھی مار سکتے ہیں۔ لیکن میں ایک انکو واقع، بتانا چاہتا ہوں ایسا کام نہ کریں کہ تاریخ میں جو ہے وہ لوگوں کے ذہنوں سے نہ کلیں۔ نواب اکبر خان بگٹی کی تابوت پر لگا ہوا تلا۔ نواب اکبر خان بگٹی کی نماز جنازہ میں لوگوں کو جاہاز نہ دینا۔ بلوچستان کے اتنے بڑے باریش اور باوزن قد آور خصیت کے جنازے کے ساتھ بھی اس طرح کی زیادتی یہ مناسب نہیں تھا۔ میں تو سمجھتا ہوں جس طرح آسٹریلیا میں "ہبڑ جیز" کے ساتھ جب زیادتی ہوئیں۔ تو آسٹریلیا کے پرائم منستر نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم معافی مانگتے ہیں اجتماعی زیادتیوں کے۔ بچپن اور بچپوں کے ساتھ۔ آپ لوگوں کے بزرگوں کے ساتھ ہم نے کیا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں معافیاں مانگیں۔ آصف زرداری صاحب نے کہا۔ پتہ نہیں گیلانی صاحب نے۔ یہ نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں پاکستان کی پارلیمنٹ کو قرارداد پاس کرنی چاہیے کہ وہ ایک ایسا قاد آور شخص تھا۔ جس نے پاکستان کیلئے اس کی خدمات تھیں۔ جمہوریت کیلئے خدمات تھیں۔ اُس کے ساتھ جو آخری وقت میں زیادتی ہوئی۔ میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں۔ پھر مختصر کر کے ختم کرتا ہوں۔ 1898ء میں بلوج خان نوشیروانی اور محراب خان بگٹی انگریزوں کے خلاف جب وہ یہاں کچھ اپنا ٹیکلیف اف لائے بچھا رہے تھے دوسری چیزیں۔ تو انہوں نے ان کے خلاف جدوجہد کی۔ دوچار چھوٹی بڑی جنگیں ہوئیں۔ ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ "گوگ پروش" کے علاقے میں۔ وہ کچھ اور تربت سے نزدیک ہے۔ شاید جانتے ہوئے کچھ کے علاقے تربت کے اگر ہمارے colleague بیٹھے ہیں۔ وہاں جب محراب خان بگٹی اور بلوج خان نوشیر و انگریزوں کے ساتھ اُنکی مدھیثر ہوئیں۔ کوئی ایک سوسائٹھ کے قریب بلوج اُس میں شہید ہوئے۔ تو شہادت کے بعد بلوج خان نوشیر و انی کے انہوں نے (انگریز) نے کہا کہ ایسا بہادر دشمن ہم نے نہیں دیکھا ہے۔ ہم اُسکا احترام کرتے ہیں۔ کہاں انہوں نے وصیت کی تھی کہ کہاں اُن کو دفنایا جائے۔ اُنکی آباؤ اجداد کی جگہ کوئی ہے۔ جانتے تھے وہ نواب

تھے بادشاہ تھے۔ انہوں نے جناب والا! بڑے احترام کے ساتھ۔ بڑے ہی اسلامی رسم و رواج کے ساتھ ساری سہولیات فراہم کیں۔ ہزاروں کی تعداد میں بلوج خان نو شیروانی کا نومبر 1898ء کی بات کر رہا ہوں۔ انہوں نے وہاں اُس کو مدفون کیا۔ محراب خان احمد زئی کا نومبر 1839ء کا واقع لے لیں۔ انگریزوں کے ساتھ لڑتے ہوئے قلات میں شہید ہوئے۔ جنگیں اور لڑائیاں ہوتیں ہیں۔ گھروں میں ہوتی ہے۔ قبائلی ہوتی ہے۔ سیاسی ہوتی ہے۔ ریاست میں دوستوں کے درمیان، بھائیوں کے درمیان۔ لیکن کم از کم اصلاح و احوال کیلئے میں آج بھی انکو بتا دینا چاہتا ہوں خدا کے لیے اگر کسی کے ساتھ دوستی اور دشمنی۔ رفیقی اور رقبت دونوں اگر مول لیتے ہو تو اُس میں تھوڑی بہت انسانیت۔ تھوڑی بہت احترام انسانیت، احترامِ اسلام، اخلاقیات، قدرے، اقدار۔ انکو مدنظر کھنا چاہیے۔ سردار جینند خان، غلیل خان گمشاد زئی کی لڑائی جزل ڈاہر کے ساتھ ہوئی۔ جو جزل ڈاہر بڑا مشہور تھا سیندھ کے مقام پر۔ میں آپکو سینکڑوں ایسی تاریخیں بتاؤں گا۔ ہم نے انگریزوں کے خلاف جناب والا! ایک سو چھیسا سطح چھوٹی بڑی جنگیں لڑیں۔ اس خطے میں پشتونوں نے لڑیں۔ اس خطے کی قوموں نے انگریزوں کے خلاف لڑیں۔ انگریز یہاں سے گیا وہ جناب والا! ہمارے آباو اجداد کی اُس سرخ خون کی بدولت ہے جسکی خوشبو آج بھی بلوچستان میں اور پاکستان میں ہر طرف مہک رہی ہے۔ یہ انگریز بابا اتنے بڑے بڑے توپوں کے مالک۔ پوری آڑھی دنیا پر سورج غروب نہیں ہوتا تھا اُسکی empire میں۔ کہ جناب والا! یہ علاقہ چھوڑ کر گیا ہے۔ کوئی تعویز اور دم سے نہیں گیا ہے۔ یہ کچھ بھوت اور جادو ٹونہ سے نہیں گیا ہے۔ یہ طاقتے گیا ہے جناب والا!۔ اس کا تحداد سے، اتفاق سے لوگوں کی قربانیوں سے۔ آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ اکبر خان بگٹی کو خراج عقیدات پیش کرنے کیلئے سب سے بہتریں ذریعہ اسلام آباد سے جو غلطیاں ہوئیں ہیں۔ اسلام آباد بلوچستان کو خدا راتین چیزیں بڑی important کی تک حل نہیں ہوا۔ بلوچستان میں ستائی فیصلوگ ابھی بھی غربت کا شکار ہیں۔ میں کل ایک webinar میں تھا۔ یو اینڈڈی پی کے ایڈوائیزری کو نسل کا نمبر ہوں پاکستان کے حوالے سے۔ سب سے بڑی رپورٹ اور مستند روپ پورٹ اُسکی آتی ہے۔ میں نے اُس کے لیے لکھا۔ ابھی جب کل میں اسکے ڈاکٹر حفیظ پاشا صاحب

اور ہم سب Webinar میں تھے۔ اسلام آباد، ہم جانہیں سکے۔ کل جو اس نے ڈیا بلوچستان کے حوالے سے دکھائے پھر اتنی تکلیف دہ آپ تصویر نہیں کر سکتے۔ نوجوانوں کے حوالے سے۔ بے روزگاری کے حوالے سے۔ بچوں کی نیوٹریشن کے حوالے سے۔ تعلیم کے حوالے سے۔ بلوچستان کے GDO گروچھ اور اکنا مک ڈولپمنٹ کے حوالے سے۔ بلوچستان میں سڑکوں کی صورتحال کے حوالے سے۔ بلوچستان میں جو ہے صنعت کاری وغیرہ رکھنے کے حوالے سے۔ یہ کیا ہے جناب والا! economic stagnation ہے؟ معاشی وجود ہے۔ اگر کوئی بلوچستان کے ساتھ اچھائی کرنا چاہتا ہے تو جناب والا! شروعات ڈیرہ بگٹی سے کریں۔ میں اس قرار دد کے ساتھ ساتھ میں کہتا ہوں نواب محمد اکبر خان Institute نواب اکبر خان یونیورسٹی آف سائنس اور ریسرچ بنائیں۔ اگر اسحاق خان صدر پاکستان کے نام سے بن سکتا ہے، نواب اکبر خان یونیورسٹی آف سائنس اینڈ منجمنٹ بنائیں۔ آرٹ اینڈ کلچر بنائیں۔ آج ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ڈیرہ بگٹی میں بلوچستان کے سارے پیسے لے جائیں وہاں دودھ اور شہد کی نہریں بنائیں ہمیں اعتراض نہیں ہو گاتا کہ کم از کم وہاں کے کچھ لوگوں کے دلوں میں ابھی تک تکلیف و درد ہے تو اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ کم از کم یہ تصویریں نہیں آنی چاہئیں کہ گرمیوں میں 43 ڈگری میں جو ہیں ایک جو نیپڑی کے نیچے ہمارے نیچے اور پچیاں بیٹھ کے سکول پڑھ رہے ہیں ابھی تک ڈیرہ بگٹی میں۔ خاران میں آتا ہے تو آنے والے چلو یہاں گیس نہیں ہے۔ واشک ویسے ہی در پدر ہے۔ پورے بلوچستان کو تو آپ لوگوں نے در پدر ہی سمجھا ہوا ہے۔ لیکن کم از کم جس کی بدولت میں حلفیہ کہتا ہوں بلوچستان کے ہر ایک شخص کے خون میں اس کے جسم میں بلوچستان کے سوئی گیس کا پیسہ اس کا وسیلہ کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ بلوچستان پیدا ہی کیا کرتا ہے،؟ بلوچستان آج وہاں کے لوگ سب سے زیادہ لاغربدن ہیں۔ اپیشن فنڈ بنایا جائے۔ اپیشن اُن کو incentives دیئے جائیں۔ جو علاقوں بلوچستان میں دس یا پندرہ سال کے بدل حالی مسائل، مشکلات، جنگ کی طرف سے سیاسی بدامنی کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں جناب والا! ہم پوٹھی کل لیڈر شپ ہیں بلوچستان کو استحکام کی جانب لیجانے کیلئے ہمیں اپنے گھرے جو علاقہ ہیں، gray areas، مارے جو deeply region ہیں سب سے پسمندہ علاقے ہیں اُن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ کم از کم اکبر خان بگٹی کا۔ آج ذوالفقار علی بھٹو اور اُس کے شہداء کے بڑے بڑے مزار بننے ہوئے ہیں اکبر خان بگٹی اگر کسی مزار کے حق میں نہیں تھے تو کم از کم انکے مزار کے پاس بڑی سی میوزیم بنائی جائے۔ اُس کی تاریخ پڑھا ہے، اُس کے اچھے پہلو بھی ہیں اگر کسی کو، سرکار چاہتا ہے اُس کے اختلاف رائے ہیں وہ اختلاف رائے والا پہلو بھی میوزیم میں کسی ایک جگہ پر لگائیں۔ لیکن تاریخ کو مسخ کرنے سے قومیں نہیں بنتیں۔ تاریخ کو سمجھنے

سے تاریخ کو قبول کرنے سے تاریخ کو سیکھنے سے قومیں بنتی ہیں۔ انہیں الفاظ کے ساتھ جناب اپسیکر! میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں ایک دفعہ پھر نواب اکبر خان بگٹی اور ان کے ساتھیوں کے قربانیوں اور جدوجہد جمہوریت بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ شکر یہ۔

(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اپسیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

**سردار بابر خان موسیٰ خیل (جناب ڈپٹی اپسیکر):** شکر یہ شاء بلونج صاحب۔ جی میڈم۔ اسی قرارداد کے متعلق بات کرنی ہے؟ پرانگٹ آف آرڈر پر پھر یہ قرارداد wind up ہو جائے اس کے بعد پھر آپ بات کریں۔

**محترمہ بانو خلیل:** اسی وجہ سے میں آپ یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا کروں میں۔ کیونکہ اس طرف تو سیٹیں صحیح ہیں۔ اسی لیئے میں اس طرف آکر بات کرنا چاہتی ہوں۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** آپ کی سیٹ ٹوٹی ہوئی ہے؟

**محترمہ بانو خلیل:** سیٹ میری ٹوٹی ہوئی ہے۔ تو تیسرا سیکرٹری آرہا ہے۔ تو اسکے علاوہ پھر میں کس کو بتاؤں؟

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** میڈم بشری کے ساتھ سیٹ تبدیل کر دیں۔ اُس کو ادھر بٹھادیں۔

**محترمہ بانو خلیل:** وہ تو میرے خیال سے مشکل ہے جو بن جائے۔ ہمارے کام تو نہیں ہو سکتے لیکن یہ چیز کیلئے میں کیا کروں کس کے پاس چلی جاؤں؟

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** ابھی میڈم renovation کچھ دنوں میں شروع ہو رہا ہے تو سارے انشاء اللہ صحیح ہونگے۔

**محترمہ بانو خلیل:** اسکو بھی کہا ہے کافی بار لیکن آپ کو کہنا لازمی ہے۔ دوسری ادھر دھکڑے اپنے سنائیں۔ تو میری chair کا مسئلہ تھا اسلئے۔ بگٹی صاحب کی بات تو ہم، سب کریں گے۔ لیکن chair کی بات میں تین بار کرچکی ہوں تیسرا سیکرٹری ہے یہ۔ ابھی کس سے بات کروں میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں اگر آپ چیزِ مجھے دیں۔ کوئی اچھی کرسی دیں ہمیں۔ اور کچھ نہیں مانگیں گے ہم۔ ٹھیک ہے جیسے آپ بتائیں کہ پھر میں کس کرسی پر بیٹھوں؟

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** صحیح ہے اللہ خیر کریاً انشاء اللہ۔ ابھی جو ہے renovation ہمارا استارٹ ہو رہا ہے۔

**محترمہ بانو خلیل:** ابھی میں باہر بیٹھی تھی۔ جو چل جاتی ہے۔ جیسے محترمہ مزینت چلی جاتی ہے اُسکی کرس پر بیٹھتی ہوں۔ کبھی دوسرے کی اسی وجہ سے۔ آج مجبور ہو کر میں آپ سے کہہ رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ابھی چیئرممبر سماٹھ فوری طور پر آپ کو الٹ کیا جاتا ہے۔ جب جب renovation ہوتا ہے پھر اس کے بعد آپ کو اپنی جگہ پر بٹھادیتے ہیں۔ جی ملک نصیر شاہو انی صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہو انی:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آج 26 اگست ہے بلوچستان کے ایک ایسے فرزند جس کا نام بلوچستان میں اور بلوچستان کے تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہیگا۔ آج ہی کے دن اُس کو بلوچستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں شہید کر دیا گیا۔ نواب اکبر خان بگٹی جو اس صوبے کا گورنر اور وزیر اعلیٰ بھی رہا اور وفاتی وزیر مملکت بھی رہے اور جس طرح میرے دوستوں نے کہا کہ قیام پاکستان سے لیکر اپنی زندگی کے اخri آیام تک اس ملک کے، اس صوبے کے وفادار رہے۔ اور وہ بلوچستان میں ایک ایسے شخصیت کے حیثیت سے جانا جاتا تھا کہ جس کی جھکاؤ ہمیشہ وفاق سے رہا۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ بلوچستان کی تاریخ میں اُس کو زندگی کے اخri آیام میں جس طرح ان سنگلاخ پہاڑوں میں شہید کیا گیا وہ بلوچستان کے نوجوانوں، بلوچستان کے سفید ریش، بلوچستان میں بننے والے دیگر اقوام کے دل پر جو ہے ہمیشہ ایک تیر کی طرح چھبیسا رہیگا۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں نواب اکبر خان بگٹی نے اس ملک سے بغاوت بھی نہیں کی۔ نواب اکبر خان بگٹی کا کوئی ایسا ڈیمانڈ نہیں تھا جو اس ملک کی فرمی ورک میں رہ کر جس کو حل نہ کیا جاتا ہو۔ اُس نے ہمیشہ پیش کش کی اُس کے جتنے بھی نکات تھے جو شناء بلوج نے آج اس کتاب میں جس طرح انہوں نے محفوظ کیا گیا ہے۔ ایک کمیٹی تھی جس کے اندر یہ آٹھ وہی نکات تھے جن کا تعلق ڈیرہ بگٹی سے تھا۔ جن کا تعلق بلوچستان سے تھا۔ جن کا تعلق اس صوبے سے تھا اور اس کو بیٹھ کر آسانی سے حل بھی کیا جاسکتا تھا۔ نواب صاحب کے ساتھ مذاکرات بھی ہوتے رہے اور ساتھ ہی نواب صاحب پر حملہ بھی ہوتے رہے۔ اُس کے قلعے میں جس طرح دوستوں نے کہا جب راکٹ پھینکا گیا تو اُسی قلعہ کے اندر جو ہندو بلوج تھے وہ اُسی قلعے میں لقمہ اجل بن گئے۔ نواب صاحب نے پنجاب سے تعلق رکھنے والے جن پر وہ بھروسہ کرتے تھے آخری دنوں میں انہوں نے کہا کہ چوہدری شجاعت حسین، مشاہد حسین یا ارشاد حقانی اُس نے اپنے تمام اختیارات جو ان کو دے دیئے کہ اگر وہ چاہتے تو جا کر اُس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر جو بندہ اُس وقت فائز تھا اس کے مسئلے پر بات کر سکتا ہے۔ لیکن اُن کو بار بار کہا گیا کہ شاید آپ کے مذاکرات ہو جائیں۔ کبھی جہاز کا بہانہ بنایا گیا اور کبھی میرے خیال میں اُس کو delay کیا گیا۔ نواب اکبر خان بگٹی نے جب دیکھا کہ شاید اب میری زندگی کے آخری ایام ہیں، مجھے ختم کرنا چاہتے ہیں یا میرے زندگی کے درپے ہیں۔ تو نواب صاحب نے جو ان سنگلاخ پہاڑوں کو اپنا مسکن بنایا اور اپنی زندگی کی آخری ایام وہاں گزاری جناب اسپیکر! ہونا تو یہ چاہیے تھا آج اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اس اہم مسئلے پر نہ صرف اپوزیشن کے دوست بات

کرتے بلکہ حکومتی ارکان بھی اس پر کھل کربات کرتے کیونکہ یہ غلطیاں ہیں اور اس قسم کے غلطیوں کی وجہ سے آج ہم نے اس ملک کا آدھا حصہ گنوایا۔ ہم نے کبھی کوشش نہیں کی کہ ان باتوں پر debate کیا جائے۔ (اذان مغرب۔ خاموشی)۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جذاک اللہ۔ جی ملک صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہ وہانی:** جناب اسپیکر صاحب! میں کہہ رہا تھا کہ اس قسم کے واقعات پر اس ایوان میں کھل کر بحث ہونی چاہیے نہ کہ یہ کریں خالی چھوڑ کر ہمیں بھاگ جانی چاہیے۔ کیونکہ ہم سب چاہتے ہیں کہ یہ ملک سلامت رہے۔ اگر ہم نے کبھی غلطیاں کیں ہیں۔ ہم نے اس ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس قسم کے واقعات سے جو غلطیاں ہم نے کی ہیں اُس سے ہمیشہ بھاگنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیشہ ہم چاہتے ہیں کہ اس قسم کی چیزوں پر پردہ ڈال کر آئندہ کیلئے اس قسم کے غلطیاں ہونی چاہیے۔ سب سے بڑی افسوسناک بات جناب اسپیکر صاحب! یہ ہے کہ جب نواب صاحب کو شہید کیا جاتا ہے اُس کے بعد اُس کے لاش کو جس طرح اُس تابوت میں بند کیا جاتا ہے اور اُس پر تالے لگائے جاتے ہیں اور پھر اُس کے بعد ایک محضرسی نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے سرکاری طور پر۔ اور اُس کے بعد نواب صاحب کو دفنایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک ایسی چیز ہے کہ آج بلوچستان میں رہنے والے ہر نوجوان کے دل پر، ہر سفید ریش کماش کے دل پر، اُن کے خاندان کے دل پر ایک تیر کی طرح جو ہے برستی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ڈیرہ بگٹی سے بہت سارے لوگ آج بھی IDP's ہیں بلوچستان کے مختلف علاقوں میں، سندھ، کراچی، ملتان اور بہاولپور میں رہ رہے ہیں۔ آج بھی نواب صاحب کا خاندان جس طرح تقسیم ہے ملک کے مختلف کونوں میں۔ اُنکو بھی نواب صاحب کی قبر تک رسائی نہیں ہے کہ وہ جا کر نواب صاحب کی قبر پر دعا کر سکیں، فتحجہ پڑھیں۔ آپ ہمیشہ سُنتے رہتے ہیں شاہزادین بگٹی کی باتیں، کبھی کبھی وہ قومی اسمبلی میں احتجاج بھی کرتا ہے۔ آج تحریک انصاف کے وہ اتحادی ہونے کی حیثیت سے وہ ہمیشہ جب اپنے مطالبات دھراتا ہے تو اُس میں اُس کا پہلا نکات یہی ہے کہ جو IDP's ہیں جس وقت نواب صاحب کو شہید کیا گیا اُس وقت جوشورش اور insurgency ہوئی اُس کی وجہ سے ڈیرہ بگٹی کی آدھی آبادی چلی گئی۔ اور یہ لوگ جس طرح اپنی زندگی گزار رہے ہیں اُن کو واپس لا کر ڈیرہ بگٹی میں آباد کیا جائے۔ میرے خیال میں جناب اسپیکر صاحب! یہ کوئی غلط مطالباً نہیں ہے۔ ان کا حق بتتا ہے کہ اتنے عرصے کے بعد کاش اگر دوبارہ اُنکو گھروں میں آباد کیا جاتا ہے تو نواب کی شہادت کا بدلت تو یہ نہیں ہو گا۔ لیکن کم از کم وہ لوگ جو اتنے عرصے سے در بدر ہیں اپنے گھر آ کر دوبارہ سکون سے رہ سکیں گے۔ جس طرح میرے دوست ثناء بلوچ نے کہا کہ ڈیرہ

بگٹی اور سوئی سے 1954 میں جو گیس نکالی گئی آج وہ ملک کے کونے کونے تک جا چکی ہے۔ ملک کا کوئی ایسا بڑا شہر آپ کو نہیں ملے گا جہاں بلوچستان کے گیس سے وہاں کے چوہنے نہیں جلتے ہیں۔ لیکن آج بھی آپ ڈیرہ بگٹی جائیں تو وہاں ہماری مائیں، بینیں لکڑیاں اکٹھے کر کے اپنے چوہنے انہی لکڑیوں سے جلتے ہیں۔ جناب اپنے اسی پر صاحب! ہم کہتے ہیں اس قسم کی نا انصافیوں سے اس وفات کو خطرہ ہوتا ہے اور اس ملک کو خطرہ ہوتا ہے۔ اور جب بھی کوئی حکمران آتا ہے چاہے وہ dictator ہو یا یہاں کوئی نام نہاد جمہوری صدر یا وزیر اعظم ہو اس کی ہمیشہ یہ پہلی بات ہوتی ہے کہ بلوچستان کے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے۔ اور کسی دفعہ ہمارے وزیر اعظم اور صدر نے معافی بھی مانگی ہے۔ لیکن جاتے جاتے جب اُن کی حکومت گئی ہے۔ حال ہی میں پیپلز پارٹی کی جو حکومت رہی ہے۔ مجھے زرداری کی باتیں اچھی طرح یاد ہیں کہ بلوچستان کے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے۔ میں بلوچستان کے عوام سے معافی مانگتا ہوں۔ اور انہوں نے بلوچستان کے لیے کوئی پروگرام بھی شروع کیا کہ بلوچستان کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار دیا جائے۔ اُن کو کوئی پیچھے دیا جائے اور اُس کے فوراً بعد جس طرح بلوچستان سے ہمارے نوجوان انغوہ ہوتے رہے۔ بلوچستان سے جو منگ پرسنر کی باتیں ہم کبھی بکھار کرتے ہیں تو شاید ہفت سارے ایسی ذہن میں یہ آتا ہے کہ یہ منگ پرسنر کے بارے میں یہ ملک دشمن یا انکو ہم با غی کہتے ہیں۔ جناب اپنے اسی صاحب! اس ملک کا اپنا ایک قانون ضرور ہے۔ میں ضرور کہتا ہوں کہ ایسے لوگ جو اس ملک کو نہیں مانتے جو کسی نہ کسی طرح سے با غی بھی ہو چکے ہیں وہ حالات کی وجہ سے ایسے مقام پر چلے گئے ہیں جہاں اس ملک کی writ challenge کرتے ہیں۔ اُس کو کم از کم قانون کے دائرے میں ضرور لایا جائے۔ اگر آج ریاست جس کا درجہ ایک ماں کی طرح ہوتا ہے۔ اور پھر ماں جو ہے اسکی سامنے اسکے جتنے بیٹے بھی ہیں کم از کم اسکی ماں کی وہ یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنے کسی بیٹے چاہے وہ جتنا بھی اسکی غلطیاں ہوں وہ اُس کو بٹھا کر اُس کے عمل میں تبدیلی لا سکتی ہے۔ اسکی یہ روشن نہیں ہونی چاہیے کہ اس معاشرے کے اندر مزید اس قسم کے حالات خراب ہوں۔ جس طرح میں نے کہا کہ نواب صاحب کی شہادت کے بعد اتنی شورش بلوچستان میں نہیں تھی اور اس کے اندر پھر اتنی تیزی آگئی کہ 2015-2016 ایک ایسا درگز را کہ ایک ایسا دن بلوچستان کا کوئی کوئی محفوظ نہیں رہا۔ اور یہ بلوچستان کے طول و عرض میں خاص کر جس طرح کہا جاتا ہے کہ گواہ، پنگلو ر اور تربت انتہائی پر امن علاقے تھے پر امن تھے۔ ڈیرہ بگٹی انتہائی پر امن علاقہ کہلاتا تھا۔ سب سے زیادہ آگ اور شورش انہی علاقوں میں شروع ہوئی۔ تو آج میں کہتا ہوں کہ ہمیں وقت اور حالات سے سبق سیکھنی چاہیے۔ نواب صاحب کی شہادت پر آئیں ہم عہد کریں کہ جو غلطیاں ہم سے ہوئی ہیں۔ جو ہمیشہ سے اس صوبے کے عوام کے ساتھ جو ہوتا رہا ہے۔ آئندہ

کیلئے اس سے جتنا ب کیا جائے اور نواب صاحب کی شہادت کے بعد ڈیرہ بگٹی سے جو لوگ ہجرت کر کے گئے ہیں ان کو دوبارہ وہاں آباد کیا جائے۔ اور خاص کر شناہ بلوچ کی اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ نئے ایسے لوگ پیدا کیئے جائیں کہ جو اصل سیاسی پارٹیاں ہیں انکے مقابلے میں یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگ جو جمہوریت پسند ہیں۔ وہ لوگ جو اس صوبے کی ترقی چاہتے ہیں انکو دور کر کے ایک ایسی نئی قیادت کا انتخاب کیا جائے جس کو اسی طرح چلا جائے جو آج اس ملک کے اندر ہوتا ہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر شہید نواب اکبر خان بگٹی کو آج کے دن شہادت ہوئی خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اُنکو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو اُنکے نقش و قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ مہربانی۔

**جناب دپٹی اسپیکر:** شکریہ نصیر احمد شاہ وہانی صاحب، جی میر یونس عزیز زہری صاحب۔

**میر یونس عزیز زہری:** شکریہ جناب اسپیکر! آج 26 اگست کا دن بلوچستان میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ آج کے دن نواب اکبر خان بگٹی جو بلوچستان کے وزیر اعلیٰ، بلوچستان کے گورنر اور قومی اسمبلی کے ممبر ہے ان کو 26 اگست کو جس طرح شہید کیا گیا۔ شہید کرنے کے بعد جس طرح اُسکی لاش کے ساتھ جیسے ہمارے دوستوں نے کہا اُس پیٹی کو تالا لگا کر اُس کے لوگوں کو اُس کے جنازے میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ مُلاموک جیسے لوگوں نے جنازہ پڑھائی۔ لیکن 2018ء کے ایکش میں اس بات کو ثابت کر دیا گیا کہ نواب صاحب کے خاندان اور نواب صاحب کے فکر کو ڈیرہ بگٹی کے لوگوں نے پھر سے زندہ کر کے ان کے نواسوں کو ایوانوں میں بھایا ہے۔ جناب اسپیکر! میں اپنی طرف سے، اپنی جماعت کی طرف سے نواب صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نواب صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نواب صاحب کی جدوجہد نے بلوچستان کی سیاست کا رُخ بدل دیا۔ میرے دوستوں نے جیسے کہا کہ ہماری اس ایوان سے بھی نواب صاحب کی شہادت پر احتیاج آکر مینگل، اختہ حسین لانگو اور باقی دوستوں نے سینٹ اور قومی اسمبلی سے استغفاری دیا تھا۔ کل میں WhatsApp اور فیس بک پر کچھ دیکھ رہا تھا تو نواب صاحب کا ایک اٹرو یو میرے نظر سے گزرا۔ تو نواب صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ نواب، سردار لوگ کالج اور اسکول نہیں چھوڑتے ہیں تو نواب صاحب نے جواب دیا کہ اب بھی آپ ڈیرہ بگٹی میں دیکھیں تو 300 یا 400 کے قریب پر امری اسکولیں ہیں اور 20 کے قریب ہائی اسکول اور اٹریکالج اور دوسرے ہیں۔ کہتے ہیں چھوڑیں ہمیں اگر آپ کہتے ہو تو آپ ہمارے مکران ڈویژن کو لے لیں۔ مکران میں تو کوئی سرداریت اور نوابیت نہیں ہے۔ تو آپ وہاں بھی تو یہ چیزیں کر دیں۔ چلو انکو بھی اسکول دے دیں۔ کالج دے دیں۔ اگر یہاں آپ اعتراض کرتے ہو۔ تو وہاں نواب

صاحب کا ایک vision تھا۔ انہوں نے اس قوم کے لئے، اس ملک کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور نواب صاحب کی ایک سوچ تھی۔ یہ بات اگر ڈاکٹر شازیہ کا ذکر نہ کریں جو ان کے ساتھ ہوا اور چلتے چلتے یہ بات نواب صاحب کی شہادت تک آگئی۔ اور پورا ملک نواب صاحب کی شہادت پر فخر کر رہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آئین کے Article 153 کے تحت گیس کا یہی ہے کہ پہلے اس صوبے کو دیا جائے۔ اس صوبے کے مختلف علاقوں کو دیا جائے۔ لیکن آج بھی چند شہروں کے علاوہ میں اپنے خصدار کا ذکر کر لوں ہم نے کتنی کوشش کی اور ہم سے وعدہ کیا گیا اور ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں ثناء صاحب اُس کمیٹی کا ممبر تھا۔ اُس میں کہا گیا تھا کہ بلوچستان کے مختلف شہروں کو گیس دی جائے گی۔ لیکن آج تک ہمارے کسی شہر کو گیس نہیں ملی۔ آج بھی آپ یہاں وہاں جائیں آپ اپنی اسمبلی کے لوگوں سے پوچھیں ہم MPAs Hostel میں رہتے ہیں وہاں بھی ایک ہفتے سے گیس نہیں ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ وفاقی گورنمنٹ نے بلوچستان کو جس طرح مفلوج کر دیا ہے کہ گیس بھی نہیں، پانی بھی نہیں، بجلی بھی نہیں۔ ہمارے قائد ایوان یہاں تشریف فرماتھے ابھی اٹھ کر چلے گئے انہوں نے کہا تھا ہم اُس چیز کا افتتاح کریں گے جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں اور جو ہم کر سکے۔ آج سے کوئی ایک، ڈیڑھ سال پہلے کوئٹہ روڈ کا افتتاح کر دیا گیا تھا اور جام صاحب نے یہاں آ کر کہا کہ ایوان کو مبارک ہو آج ہم نے افتتاح کر دیا یعنقریب یہ روڈ شروع ہو جائے گا۔ اور اس روڈ کے بعد کوئٹہ روکراپی روڈ شروع ہو گا۔ لیکن نہ کوئٹہ روڈ شروع ہوانہ کراپی روڈ شروع ہوا اُس کے بعد ہمیں شک ہے ہم اسمبلی میں رہتے ہیں یہاں بھی ایک ہفتے سے گیس نہیں ہے۔ پانی تو ویسے بھی نہیں ہے نہ پانی ہے نہ بجلی ہے نہ گیس ہے اور وفاقی گورنمنٹ نے ہمیں اس طرح مفلوج کر کے رکھ دیا ہے، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کم سے کم اور نہیں تو اپنے ایوان کا action لیں کہ جی گیس کیوں نہیں ہے ایک ہفتے سے۔ لوگ کس طرح رہتے ہیں اور جس طرح وفاق نے ہم کو جس طرح مفلوج کر دیا ہے گیس کی مد میں۔ بجلی کی مد میں دوسری چیزوں میں تو ان پر آپ مہربانی کر توجہ دے دیں۔ شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکر یہ میر یونس عزیز زہری صاحب۔ میدم شکلیم دہوار۔

**محترمہ شکلیمہ نوید نور قاضی دہوار:** جناب اسپیکر! 26 اگست کی مناسبت سے شہید نواب اکبر خان بگٹی کوئی خراج عقیدت پیش کرتی ہوں۔ یہ ہمارے قوم کی ہمارے بلوچستان کی سفید ریش بہادر انسان تھے۔ آج اس ایوان میں ہم بیٹھے ہیں جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ structure ہے یہاں کا بنا ہوا ہے۔ اگر آپ تھوڑی سی back model ہے اس کا building structure ہے یہ نواب اکبر خان بگٹی نے

اپنے دور میں اس ایوان کو ایک بلوچی بیٹھک (جنوپڑی) کی شکل دی تھی اور جہاں آج ہم بیٹھے ہیں۔ بلوچستان کے وہ سابق وزیر اعلیٰ رہے۔ وہ سابق گورنر ہے اور وزیر مملکت رہے۔ میں نے پہلے کہا تھا یہاں کسی کو وفاداری کی طبقیت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ محبت وطن تھے بالکل اور جس طرح ان کی شہادت ہوئی۔ وہ چنانوں کی طرف کیوں گئے؟ ہم نے آج تک کبھی ان چیزوں کو دیکھا نہیں۔ ان کی شہادت کے بعد بلوچستان کا ہر وہ شخص جو بلوچستان کے لیے درد اپنے دل میں رکھتا ہے نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے دن کو مناتے ہیں۔ اور آج بھی اگر آپ لوگ WhatsApp یا جو facebook وغیرہ استعمال کرتے ہیں آپ سب نے تقریباً اپنے pictures ہٹا کر کے انہوں نے black کر دیا ہے۔ اور نواب صاحب کی picture گلگدی ہے۔ اُس کے بعد آج میں نے ان کی ایک clip سنی۔ اُس نے کہا کہ وہ زور آور ہیں وہ مجھے مار دیں گے۔ تو اس میں ظاہر ہے انہوں نے اُس بات کو تسلیم کیا ہے۔ ابھی بھی وہ ان کی ریکارڈنگ میرے پاس ہے کہ ہم سے بھی کچھ خون ٹلکے گا انکا۔ ظاہر ہے جب آپ کی طرف کوئی پھر پھینکتا ہے تو آپ اُس کی طرف پھول نہیں پھینکتے ہو۔ آپ اُس کو جواب دیتے ہو نواب اکبر خان بگٹی اگر وہ اپنا گھر چھوڑ کر کے پہاڑوں کا رُخ کیا تو ان کو مجبور کیا گیا۔ ان کی videos آج تک موجود ہیں۔ جب وہ جرگے میں لوگوں کے مسائل سنتے ہیں، تو ان پر بھماری ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ جو بلوچ ہندووہاں رہتے والے ان کی ہلاکتیں ہوئی ہیں۔ آج تک کیا ہم نے ان پسمند گیوں کا ازالہ کیا ہے؟ جیسے ان کے پوتے شاہ زین نے یہاں کہا کہ کہ متاثرین کو ڈیرہ بگٹی کو لایا جائے۔ جناب اسپیکر! It's very hard to be refugee at your own motherland.

بہت مشکل ہے۔ آپ ایک مہاجر کی زندگی گزاریں۔ اور ایک ایسے ضلع سے جو تمام پاکستان کو اس وقت گیس دے رہا ہے۔ کیا نواب اکبر خان بگٹی کی وہ demands غلط تھیں؟ کیا انہوں نے کوئی غلط چیز مانگی تھی؟ آپ کی سر زمین ہے۔ آپ کی resources ہیں۔ اگر آپ کے لوگوں کے لیے utilize نہیں ہو رہا ہے اور وہ اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے بابوؤں کے لیے ہو رہا ہے تو یقیناً پھر اُس پر عمل ہوگی۔ اور اس وقت سے لے کر آج تک بلوچستان کے حالات کبھی سدھرنے کا نام کیوں نہیں لیتے۔ یہ ان غلط پالیسوں اور mindset کی وجہ سے آج تک بلوچستان پر امن نہیں ہو پا رہا۔ لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ بندوق کی زور پر ہم چیزوں کو تبدیل کریں گے۔ نہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان ہے۔ بلوچستان کے لوگ بندوق کا زور نہیں مانتے۔ یہاں کے لوگ مہمان نواز ہیں، یہاں کے لوگ محبت اور ہر چیز میں اپنی ایک ثافت کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں تمام چیزوں میں آپ دیکھیں اس وقت بلوچستان کہاں ہے۔ آپ بحثیت بلوچستانی کہیں بھی جاتے ہیں۔

آپ کی وہ محبت، شفقت اُس سے آپ جانے جاتے ہیں۔ بلوچستان نفرتوں سے کہی نہیں جانا گیا۔ بلوچستان کو جس طرح اگر نفرتوں کا تباہ بونا چاہتے ہیں، تو یہ وہ mindset ہے جو نواب اکبر خان بگٹھی سے پہلے یا اس سے پہلے اقتدار میں جب وہ وزیر اعلیٰ بھی رہے تب بھی ان کے ساتھ جو mindset چلتا رہا، جو dictatorship کرتی رہی اُس کے ساتھ۔ اسٹیبلشمنٹ کرتی رہی تو آخر وہ سفیدریش انسان محب وطن رہتے ہوئے، آخر وہ مجبور ہوا اور وہ پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ تو اپنی آخری الفاظوں میں میں یہ کہوں گی کہ شہید نواب اکبر خان بگٹھی کے ساتھ جو ہوا ان کی شہادت کے بعد سے اب تک اگر بلوچستان کے حالات صحیح نہیں ہوئے تو اُس کو change mindset ہونا پڑے گا۔ اُس پالیسیز کو دیکھنا پڑے گا۔ اگر بلوچستان کی ترقی ہم چاہتے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کو ہم streamline لے کر کے آتا چاہتے ہیں، تو ہمیں وہ تباہ کاراستہ کیونکہ بندوق کے زور سے نہ ہمارے سفیدریش ڈرتے ہیں۔ اور نہ ہمارے نوجوان۔ یہ بلوچستان ہے خدارا! اس بلوچستان میں اُس وقت کی تاریخ کو دوبارہ دوہرایا جائے۔ thank you۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکر یہ میڈم۔ نصراللہ خان زیرے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر! یقیناً آج جو قرارداد House کے سامنے ہیں میں اپنی جانب سے اپنی پارٹی کی جانب سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! یقیناً آج سے ٹھیک 14 سال پہلے 26 اگست 2006ء کو جو سانحہ رونما ہوا، نواب اکبر خان بگٹھی کو شہید کیا گیا۔ یہ ایک یقیناً یہاں کے حکوم عوام کے ساتھ ایک ایسا سانحہ تھا جو بعد کے سالوں میں آپ نے دیکھا کہ پوری ایک یہاں پر تحریکیں اٹھیں۔ جناب اسپیکر! نواب اکبر خان بگٹھی کا جرم کیا تھا کیوں اُسے اس طرح شہید کیا گیا؟ جناب اسپیکر! جب 12 اکتوبر 1999ء کو ایک منتخب حکومت کو ختم کیا گیا اور جزل پرویز مشرف نے اقتدار سنبلہ۔ ہم نے ہماری پارٹی نے پشتونخواہی عوامی پارٹی کے چیئر میں جناب محمود خان اچنڈی نے اُسی رات اس کو اس ملک پر ایک غاصبانہ قبضہ قرار دیا۔ اور آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا جناب اسپیکر! جب television station پر چڑھائی کی جا رہی تھی اُس وقت ہم نے اس کی مخالفت کی۔ یقیناً جناب اسپیکر! ہم جیسے لوگ ان مارشل لاوس کے ہم سب سے زیادہ زد میں رہے۔ اور جب 26 اگست کو واقعہ ہوا اور وہ آپ کو یاد ہے جزل پرویز مشرف کے وہ الفاظ انہوں نے کہا کہ ”ہم ایسا hit کریں گے کسی کو پتہ ہی نہیں چلے گا“۔ اور پھر انہوں نے اسی طرح کیا۔ نواب اکبر خان بگٹھی کی شہادت سے پہلے جب وہ اپنے بیٹھک میں بیٹھے تھے جس طرح محترم نے کہا۔ وہاں اُس کے بیٹھک کو، بھرے کونشانہ بنایا گیا۔ اُس دن وہاں جرگے میں جو لوگ تھے ہندو بارڈی کے اُس میں اُن کی ہلاکتیں

ہوئیں۔ جناب اپسیکر! آپ کو اچھی طرح یاد ہو گا جب 12 مئی 2007ء کو جب اُس وقت کے معزول چیف جسٹس افتخار چوہدری صاحب کراچی آرہے تھے اور اُس کے استقبال کے لیے وہاں سندھ کراچی کے تمام سیاسی جمہوری پارٹیوں نے اُن کے استقبال کے لیے وہ جا رہے تھے اُس دن کتنی لاشیں وہاں گرانی گئیں؟ آپ نے دیکھا جناب اپسیکر! 50 سے زائد لاشیں 12 مئی 2007ء کو گرانی گئیں جس میں ہمارے پارٹی کے لوگ بھی اُس میں شامل تھے۔ ANP کے تھے پیپلز پارٹی کے لوگ تھے۔ اور پھر آپ نے اُس رات کو دیکھا کہ پروین مشرف نے ہاتھاں طرح کر کے ہلا کیا کہ آپ نے ہماری طاقت دیکھی۔ جناب اپسیکر! ایسا روایا ہمارے ان راہنماؤں کا کیا مطالبہ تھا؟ ہمارا پارٹیوں کا مطالبہ کیا ہے، کن مطالبات کے پاداش میں ہمارے رہنماؤں کو سالہا سال قید و بند میں رکھا گیا۔ جناب اپسیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جزل مشرف نے جب اقتدار سنجھا لاتو 20 اپریل 2000ء کو پشتوں آباد میں اُس نے پہلا attack کیا ہمارے پارٹی کے پانچ کارکنوں کو اُس نے شہید کیا۔ اُس کے بعد نواب اکبر خان بھٹی کا واقعہ ہوا۔ پھر 12 مئی 2007ء کا واقعہ ہوا۔ اس کے علاوہ جناب اپسیکر! آپ نے دیکھا جو سطی پشتو نخوا، فاتا جو اب وہاں کے عوام کی مرضی کے بغیر اسے خیر پختونخوا میں زبردستی ختم کر دیا گیا۔ وہاں اُن قبائلی عوام کے ساتھ کیا کیا؟ جناب اپسیکر! لاکھوں لوگوں کو، پہلے دہشت گردوں کو لا کر کے وہاں بسایا گیا اُس کے ذریعے وہاں 1600 قبائلی عوام دین کی ٹارکٹ کلنگ کی گئی۔ پہلے ٹارکٹ کلنگ ہمارے پارٹی کے سردار فاروق خان وزیر کی ہوتی ہے۔ اور اُن کے خاندان کے 16 لوگ، اُن کے والد، اُن کے بھائی، اُن کے چچا زاد ابھی حال ہی میں اُن کے ایک اور چچا زاد بھائی سردار عارف خان وزیر جو ہمارے پارٹی کے ممبر تھے اُن کی شہادت کا واقعہ ہوا۔ 16 سو قبائلی عوام دین کی ٹارکٹ کیا گیا۔ جنوبی وزیرستان سے لے کر کے شماں وزیرستان، کرم ایجنسی، اور کنزی ایجنسی، باجوڑ اُس کے بعد جناب خیر ایجنسی، محمد اور ان 17 ایجنسیوں میں اور پھر سو اساتھ میں جو کچھ ہوا۔ کتنے لوگوں کی ٹارکٹ کلنگ ہوئی؟ 90 ہزار لوگ دہشت گردی کا شکار ہوئے جس میں اکثریت پشتوں عوام کی تھی جناب اپسیکر! لاکھوں لوگوں کو P.S.I.D. بنا یا گیا یہ سب کچھ اُس مشرف کے دور میں ہوا جناب اپسیکر! اتنی ظلم بربریت دُنیا آنکھ اٹھا کر دیکھے اتنی ظلم اور بربریت کسی بھی ملک میں آپ مجھے دکھائیں کہ جس طرح ہمارے عوام کے ساتھ ہوا۔ جناب اپسیکر! اگر آپ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ہمارا مطالبہ کیا ہیں، ہمارے دوست نے تنقیل کے ساتھ بتایا ہم تو وہ لوگ ہیں کہ ہماری اسلاف کی جدوجہد کے نتیجے میں اس ملک کے عوام کو آزادی ملی۔ یہاں سے انگریز جب چلا یہ خان عبدالصمد خان اچکزی شہید کی اُن کی سالاہمال جیلوں سے ہوا، خان عبدالغفار خان باچا خان کی جدوجہد کے نتیجے میں ہوا۔ ہمارے بلوچ زمانہ کی جدوجہد کے نتیجے میں

ہوا۔ ہم نے انگریزوں کے خلاف جدوجہد کی، ہم انگریز کے خلاف تھے۔ اور جو لوگ آج اس ملک کے اپنے آپ کو دفاترِ حکومت ہارہے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ اس ملک کے خلاف ہیں کیوں کہ یہ سب انگریز کے اصطبل میں کام کرنے والے لوگ تھے۔ ہم انگریز کے خلاف لڑ رہے تھے وہ انگریز کے ساتھ ملے ہوئے تھے اتنا فرق ہے۔ جب یہ ملک بننا ہمارے اکابرین نے کہا کہ اس ملک کو جمہوری انداز میں ہم چلانیں گے۔ یہاں قوموں کے حقوق ہونگے۔ یہاں قوموں کی زبانوں کی حفاظت ہوگی۔ ان کی وسائل پر ان کا اختیار ہوگا۔ آج آپ دیکھیں سوئی یہ ہمارے منتخب نمائندے ہیں سوئی سے ڈیرہ بگٹی سے 1950s میں یہ گیس دریافت ہوئی اور تمام ملک کے کوئے کوئے میں یہ گیس چلی گئی۔ آج بھی ڈیرہ بگٹی کے لوگ اُسی گیس سے محروم ہیں۔ یہ آپ کے سامنے زرغون غرہ ہے دمڑعوام کا غرہ ہے ادھر سے نکلنے والی گیس سے ہم محروم ہیں۔ ہم اپنے معدنیات سے محروم ہیں۔ ہم اپنے پانیوں سے محروم ہیں۔ انہوں نے ہمیں 1991ء میں زبردستی water card ہم پر مسلط کی۔ خیبر پختونخوا جو سرجینہ ہے تمام پانیوں کا اُن کو محض 8% دیا گیا۔ یہ کیسا چلے گا جناب اپیکر! میں کہتا ہوں کہ ہمارے مطالبات برحق ہیں۔ جب 2004ء میں ایک آئینی پارلیمنٹی کمیٹی یہاں آئی مشاہدہ حسین سید اور چودہ ری شجاعت اُس میں جس طرح کہا گیا تماں پارٹیوں کے ممبران اُس میں شامل تھے انہوں نے جو تجویز دیں پارلیمنٹ کو، پارلیمنٹ نے اُس وقت accept کیا۔ اُن کے مطالبات پر اگر عملدرآمد ہوتی، اُن مطالبات میں کہا گیا کہ جو بھی یہ بارڈر کے علاقے میں چاہے چن ہے، بادینی، ژوب، تفتان ہے، یہاں بارڈر trade کی اجازت ہوگی۔ اور باقی چیزیں اسلحہ کی سملگنگ پر ممانعت ہوگی، نشیات پر ممانعت ہوگی، یہ دو چیزیں سملگنگ کی زمرے میں آئیں گی۔ باقی trade ہے انہوں نے اجازت دی۔ آج آپ نے دیکھا کہ آج وہی بارڈر trade پر ممانعت ہے۔ جناب اپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دن ہے 26 اگست کا اس کی وجہ سے کتنے حالات خراب ہوئے۔ کتنے ناقص لوگوں کا خون بھایا گیا، کتنے لوگ missing persons ہوئے؟ کیا جناب اپیکر! یہ آرٹیکل آپ اٹھا کر دیکھیں اس آئینی پاکستان کا جو اس ملک کی سب سے بڑی دستاویز ہے اور اس کی بنیاد پر یہ ملک قائم ہے۔ اس کی آرٹیکل نمبر 9 پر واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ دیکھو، ہم تو اس آئینی اور قانون کی بات کر رہے ہیں۔ لیکن وہ گولیوں کی بات کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! ابھی آپ دیکھیں میں بتاتا چلوں یہاں ہمارے کتنے طالب علم ہیں؟ کتنے ہمارے نوجوان ہیں جو بے روزگار ہیں۔ یہاں کوئی انڈسٹری نہیں ہے۔ ایگر یکلچرل ہمارا تباہ ہو گیا۔ لائیواٹاک ہمارا تباہ ہو گیا۔ بارڈر ریڈ پر پابندی ہے لوگ کھائیں تو کیا کھائیں جناب اپیکر؟ ابھی کوئی پچھتر سے زیادہ وفا قی ڈیپارٹمنٹس اور کار پوریشن ہیں۔ میں ایک ایک

کا نام لوں گا کہ موئی خیل کے کتنے لوگ پی آئی اے میں بھرتی ہوئے۔ چمن میں کتنی رینجرز ہیں۔ کتنے میں گریڈ کے آفیسرز ہیں؟ ریلوے میں موئی خیل کے کتنے لوگ ہیں جناب اسپیکر! کشمہ ہمارا ایک وفاقی ادارہ ہے کتنے ہمارے صوبے کے پشتوں اور بلوج نوجوان ہیں FIA ایک وفاقی ادارہ ہے کتنے ہمارے نوجوان ہیں جناب چیئرمین! جب آئین و قانون کی ہم بات کرتے ہیں پھر لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ یہ میں آرٹیکل 38 جناب اسپیکر! ایک ہمارا share due award NFC award کے مطابق 9.09 اُس کے مطابق کتنا حصہ ہے ہمارا وفاقی سروں میں جب آپ ہمیں سروں نہیں دینگے۔ جب ہمارے نوجوان ڈگریاں لیکر ابھی بہت سارے نوجوانوں نے پرسوں یہاں دوستوں نے کہا کہ انہوں نے یہاں اپنی ڈگریاں جلا میں کہ ہم تعلیم حاصل کرتے ہیں نو کریاں ہے نہیں جب نو کریاں آتی ہیں وہ پیسے رشوٹ لیکر لوگوں کو بھرتی کرتے ہیں تو کس طرح ہو گا جناب اسپیکر! آپ یا آرٹیکل اٹھا کر دیکھیں اس ملک کے ہم باسی ہیں یہ ملک ہماری سرزی میں ہے ہم اپنی سر ز میں سے جناب اسپیکر غداری نہیں کر سکتے ہماری خون میں شامل ہے جناب اسپیکر! کہ ہم ہمیشہ اپنی سرزی میں اپنے ملک کے ہم وفادار ہے ہیں۔ جناب اسپیکر یا آپ پڑھ لیں جناب اسپیکر! یا آرٹیکل 38 میں عام آدمی کی معیار زندگی کو بلند کر کے دولت اور وسائل پیداوار تقسیم چند اشخاص ہاتھوں میں جمع نہیں ہو گا۔ یا آرٹیکل 38 ہے اور اس کے بعد جناب اسپیکر! آرٹیکل 39 آپ پڑھ لیں ملکیت پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شرکت کے قابل بنائیں۔ جناب اسپیکر! یہ پاکستان کا دستور کہہ رہا ہے۔ ابھی آپ اٹھا کر دیکھیں کتنے ہمارے لوگ ہیں اُن وفاقی اداروں میں جب نہیں ہوں گے۔ ہم مطالبہ کریں گے پھر اوپر سے کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کو ماریں گے۔ ہم آپ کو قتل کریں گے۔ ہم آپ کو شہید کریں گے۔ جب شہید کریں گے پھر آپ کی لاش کو تابوت میں ڈال کر کے اُس کے اوپر اتنا بڑا تالا لگتے ہیں۔ پھر 7 بندے نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ یعنی یہ کس طرح ہو گی ایک ہماری لیڈر شپ خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید 32 سال جیل میں رہے۔ بہت زیادہ چرچا ہو رہا ہے کہ نیلسن منڈیلانے 27 سال جیل کاٹی یہ ہمارے سامنے جناب اسپیکر! خان عبدالصمد خان اچکزئی نے 32 سال اُس نے جیل میں گزارے انگریزوں کے جیل میں، پھر پاکستان کے جیلوں میں اور آخر کار اُن کی شہادت کا واقعہ ہوا۔ یہ اس طرح اس کے باوجود آج تک ہم اس ملک کے شہری ہیں ہم آج بھی اس House سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمیں برابر کے حقوق دیئے جائیں۔ جب آپ حقوق نہیں دینگے۔ ہم پھر امن، جدوجہد ہر لحاظ سے کریں گے۔ ہر لحاظ سے پر امن جدوجہد ہو گی۔ جلسہ و جلوس ہو گا ہر تالیں ہوں گی۔ اسمبلی میں آواز یہ اٹھائیں گے ہم۔ اور جناب اسپیکر! اسی مطالبات کے حق میں میر انہیں ہے موبائل اسی مطالبات کے حق میں

نواب اکبر خان بگٹھی نے اُس وقت آواز اٹھائی اور اُس کو بیداری کے ساتھ شہید کیا گیا۔ میں یقیناً اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور جناب اپیکر! کہ میں یہی کہوں کہ:

ہم نہیں بھولے کہ وہ ستم جو ہم پر ہوئے  
ہم نہیں بھولے کہ وہ ستم جو ہم پر ہوئے  
اے زمین تو گواہ رہنا ہو تجھ پر ہی گرا تھا۔

شکریہ جناب اپیکر۔

(اس مرحلہ پر میر یونس عزیز زہری، چیئرمین صدر نشین ہوئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی انخرت حسین لانگو صاحب!

میر اختر حسین لانگو: شکریہ جناب اپیکر! سب سے پہلے تو میں آج اس ایوان میں جس کے قائد ایوان بھی رہے ہیں شہید نواب اکبر خان بگٹھی صاحب میں ان کو ان کی جرأت کو اور ان کی شہادت کو اس Floor of the House پر سلام پیش کرتا ہوں۔ اور اس تعریتی قرارداد کے حوالے سے جناب اپیکر! پرسوں بھی یہاں اسی طرح ایک واقعہ پر بحث ہو رہی تھی حیات بلوج کے قتل پر۔ جناب والا! اُس وقت بھی اس اسمبلی کے ممبر تھے جب نواب صاحب کو شہید کیا گیا جب ڈیرہ بگٹھی کے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔ اُس وقت ایک چار جماعتی اتحاد یہاں بنا اُس کے حوالے سے کافی چیزیں ایک سیاسی بحث و مباحثہ شروع ہوا۔ جناب والا! وہ دستاویز شناخت بلوج کے سامنے پڑے ہیں، ایک وہ charter of demand تھا ہمارا جو ایک سیاسی آج بھی جس طرح کا ایک demand سردار اختر مینگل صاحب نیشنل اسمبلی میں چھنکات کے نام سے لیکر گئے ہیں۔ اُس وقت تک اُس چار جماعتی اتحاد کے platform سے یا بلوچستان میں کسی نے بھی یہ بات نہیں کی کہ بندوق اٹھا کر پہاڑوں پر چلیں۔ جناب والا! اُس وقت بھی یہی زیرے بحث تھا کہ بلوچستان کا معاملہ سیاسی ہے سیاسی ڈائیلاگ political procedure کے تحت ہی اس کو ہم حل کریں گے۔ اُس وقت بھی بلوچستان کے issues کے تھے اُس وقت بھی بلوچستان کے ساحل و سائل issues کے تھے اُس وقت بھی بلوچستان کے تھے اُس وقت بھی issues کے تھے اُس وقت بھی بلوچستان کے تھے اُس وقت بھی issues کے تھے اُس وقت بھی بلوچستان کے تھے اُس وقت بھی issues کے تھے۔ لیکن جناب والا جیسے کل میں نے کہا کہ اشد ضرورت تھی آج بھی ہے اُس mind-set کو بدلنے کی اُس وقت بھی جن کے ساتھ ڈائیلاگ ہو رہا تھا۔ انہوں نے اُس وقت بھی یہ فصلہ کیا کہ بندوق کے زور پر چیزوں کو settle کیا جائے۔ حالانکہ جس کمیٹی کی ابھی شناخت بلوج نے نشاندہی کی اُس کی recommendations اب بھی اس

پیلے رنگ کے envelope میں شاء کے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام پر in-principle کمیٹی agree ہو چکی تھی۔ میں اُس سے ایک قدم اور آگے جاؤں جب مشاہد حسین اور چوہدری شجاعت والے شاء بھی اُس کمیٹی میں تھارو فینگل بھی تھا غفور حیدری صاحب شاید مولانا شیرانی صاحب یہ ڈیرہ بگٹی آئے نواب صاحب سے ملنے کے بعد اسلام آباد گئے طے یہ ہوا تھا کہ نواب صاحب اسلام آباد جائیگے بعض چیزوں کو وہاں بیٹھ کر فائل کیا جائے گا۔ جناب والا! میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پھر اسلام آباد سے ایک special flight سوئی آیا نواب صاحب اپنے لوگوں کے ساتھ سوئی سے ڈیرہ بگٹی گئے، sorry ڈیرہ بگٹی سے سوئی گئے، وہ اپنے گھر میں بیٹھے تھے وہ جہاز آیا کافی دیر تک نواب صاحب کو کہا گیا کہ موسم خراب ہے جہاز اڑنہیں سکتا۔ پھر نواب صاحب کو اُس خراب موسم میں سوئی کے بگٹی ہاؤس میں چھوڑ کے وہ جہاز خالی یہاں سے اُڑا اور اسلام آباد گیا۔ اُس کے اگلے دن نواب صاحب ڈیرہ بگٹی جب اپنے بیٹھک میں بیٹھے تھے ڈیرہ بگٹی میں تو اُس وقت کن کے کہنے پر وہ کون mind-set تھا کہ جس کا میں نے پرسوں بھی ذکر کیا تاکہ نواب صاحب کے گھر پر مارٹر گلوں کی بارش کی جس میں نواب صاحب کے ساتھ شہید ہوئے زخمی ہوئے ہندو برادری کے ہمارے 17 لوگ جناب والا 17 لوگوں کی ہلاکت ہوئی وہاں وہ قمہ اجل بنے اُس کے بعد بلوچستان میں ایک ایسی جنگ چھڑ گئی جو آج دن تک وہ جاری ہے۔ جو ابھی تک حیات جیسے پڑھے لکھے نوجوانوں کی لاشیں گرتی جا رہی ہیں۔ جس نے آج دن تک بلوچستانیوں کی ماوں کی گودیں اجھاڑ دی ہیں، جو آج دن تک تک ہر گلی ہر محلے ہر کوچے اور ہر گھر سے جنازے اٹھاتے جا رہے ہیں۔ آج دن تک اُن ہزاروں لاپتہ افراد کی ماوں اور بہنوں کی سسکیاں تھنہ کا نام نہیں لے رہی ہیں۔ اب آتا ہوں جناب اسپیکر! کہ ہم نے کیا کھویا کیا پایا ہے اس طویل جنگ سے جو 2005ء سے شروع ہوا اور آج جو ہم اس Floor پر کھڑے ہیں۔ آج دن تک جاری ہے جناب والا! گھر ام صاحب بیٹھے ہیں نواب صاحب کے پوتے ہیں یہ گواہ ہونگے ان کے family کے ساتھ فہر بگٹی ہو یا شہریار ہو ان کے ساتھ بچپن کی ہماری رفاقت جب یہ معاملات نہیں تھے، سریاب روڑ والے واقع میں جب نواب صاحب کا نواسہ شہید ہوا تھا۔ اُس میں ہم فاتحہ کے لیے گئے جس جس نے اُس دوران ڈیرہ بگٹی کا visit کیا ہو گایا جو گیا ہو گا وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ جب تک نواب صاحب زندہ تھے۔ یہ ہڑی سے راستہ نکلتا تھا ڈیرہ بگٹی کا یہاں سے ڈیرہ بگٹی تک کسی کی یہ مجال نہیں ہوتی تھی کہ وہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھیں، میں اور ہمارے کچھ دوست ایک Suzuki، Alto میں ہم یہاں سے فاتحہ پڑھنے کے خالی ہاتھ ڈیرہ بگٹی تک ہم انتہائی پرسکون ماہول میں بلا خوف و خطر ہم گئے۔ ہم نے فاتحہ پڑھی نواب صاحب کے ساتھ ہم

نے کھانا کھایا اُس کے بعد واپس آئے۔ اب جناب والا! یہاں تہمت ہمیشہ لگتی ہے کہ جی سردار نواب یہ بلوچستان کی ترقی نہیں چاہتے ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کے حالات خراب کئے ہیں، ہم بندوق اٹھا کے بلوچستان کے حالات ٹھیک کرنے کے لیے آئے ہیں جناب والا! 2006ء میں نواب صاحب کی شہادت ہوتی ہے۔ 1952ء میں سوئی کے مقام سے گیس دریافت ہوتا ہے وہاں PPL کی installations لگتی ہیں وہاں سے پورے پاکستان کو گیس supply شروع ہوتی ہے۔ 1952ء سے 2006ء تک آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں کہ سوئی کے کس installation کو کبھی کوئی ایک پیسے کا نقصان پہنچا؟ کیا کبھی کسی چروانے نے 1952ء سے لیکر 2006ء تک سوئی کی اس پائپ لائن پر یا اس installation پر کبھی اپنا وہ چھڑی جس سے وہ اپنے بھیڑ کبریوں ہانلتا ہے کبھی اُس نے چھڑی زور سے ماری؟ اب آتے ہیں جناب والا! 2006ء سے 2020ء تک ان 14 سالوں میں جناب والا سیکورٹی کی مد میں سالانہ کتنے ارب روپے ہم سیکورٹی فورسز کو ہم pay کر رہے ہیں۔ 1952ء سے 2006ء تک ہم نے کتنا پیسے pay کیا؟ جتنا پیسے ہم لوگوں نے 1952ء سے 2006ء تک ان installation کی سیکورٹی کی مد میں خرچ کیا صرف ہم ایک سال میں اُس سے چار گنا زیادہ ہم سیکورٹی فورسز کو گورنمنٹ بلوچستان pay کر رہا ہے۔ تو جناب والا! اب مجھے یہ بتایا جائے کہ نواب اکبر خان کو تو آپ نے شہید کر دیا کہ سردار ہے ترقی مخالف ہے۔ بہانہ یہ بنایا آپ نے۔ اب آتے ہیں 2006ء سے 2020ء تک ان چودہ سالوں میں ڈیرہ بگٹی ڈسٹرکٹ پر control کس کارہا؟ وہ تو ترقی مخالف نہیں تھے جو ترقی مخالف تھا اس کو آپ نے شہید کر دیا۔ اُس کے کفن تابوت پر بھی آپ نے تالا گا دیا۔ اس کی آپ نے نماز جنازہ بھی پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ آپ نے ان چودہ سالوں میں کیا کیا ڈیرہ بگٹی کے لئے؟ کیا آپ نے سوئی پلانٹ کے ساتھ اس سے متصل بگٹی کالونی کو گیس دیا ان 14 سالوں میں؟ کیا آپ نے سوئی شہر جو اس پلانٹ سے متصل ہے اس پلانٹ کے چاروں طرف کی آبادی کیا آپ نے ان کو پینے کا صاف پانی دیا؟ کیا آپ نے ایک اچھا سا اسکول ان چودہ سالوں میں سوئی میں بنایا، میں ڈیرہ بگٹی کی طرف نہیں آ رہا ہوں وہ وہاں سے پچاس ساٹھ کلو میٹر دور ہے۔ میں اُس سوئی پلانٹ کے اردوگرد کی بات کر رہا ہوں کیا ادھر آپ نے بچوں کے لیے اچھا سا سکول بنایا کیا کوئی اچھا کالج آپ نے بنایا ڈیرہ بگٹی کے پچاس نوجوانوں کو ملازمت دی؟ کیا ڈیرہ بگٹی میں کوئی اچھا سا اسپتال آپ نے بنایا کوئی اچھا سارو ڈبنایا؟ کیا ان کو آپ نے بجلی دی؟ کیا ان کو آپ نے گیس دیا آپ نے چودہ سالوں میں کیا دیا۔ جناب چیئرمین! میں اس پر آتا ہوں پہلے لوگ ڈیرہ بگٹی سے نکلتے تھے پانچ گھنٹے میں کوئی پہنچ جاتے تھے لہڑی والے راستے سے آپ نے وہ راستہ ان پر بند کر دیا۔ اب ڈیرہ بگٹی کا غریب

جس کے منہ سے آپ نے نوالہ چھینا جس کی سر زمین سے آپ گیس چھین رہے ہو وہ ڈیرہ بگٹی سے نکلتا ہے سوئی سے کشمور اور کشمور سے سندھ کے راستے جیکب آباد اور جیکب آباد سے کوئی آتا ہے۔ جو پانچ گھنٹے کا سفر تھا اب آپ نے اُس کو بارہ گھنٹے ذلیل کر دیا سفر کرنے پر۔ ڈیرہ بگٹی سے بیکڑ تھیں میں یہ کوئی ایک گھنٹے کا راستہ ہوتا تھا وہ بھی کچار ڈھماں نے خود اس روڈ پر سفر کیا ہے معلم تک گیا ہوں اس پر، اُس روڈ پر فور سز بھٹکے لاءِ اینڈ آرڈر کے نام پر بند کر دیا تاکہ ڈیرہ بگٹی کے ساتھ ان تھیں میں کا رابطہ نہ ہو سکے۔ اب جناب والا! اگر بیکڑ سے کوئی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر آنا چاہے تو وہ پہلے بیکڑ سے جائے گا towards رکنی، رکنی سے پھر وہ جائے گا ڈی جی خان۔ ڈی جی خان سے پھر وہ آئے گا کشمور۔ کشمور سے پھر سوئی۔ سوئی سے ڈیرہ بگٹی آئے گا ڈی سی سے اپنے کاغذ دستخط کروانے۔ اور کاغذ دستخط کروانے کے بعد پھر اسی روٹ سے واپس جائے گا۔ اگر وہ کوئی آنا چاہے تو اس کو بھی پہلے رکنی۔ رکنی سے پھر لورالائی والے راستے سے پھر یہاں آنا پڑے گا، تو یہ آپ نے ترقی مخالف کو راستے سے ہٹا کے یہ ہے آپ کی ترقی۔ آج اربوں روپے جناب والا! آٹھ دس ارب روپے سے زیادہ سالانہ ہم ڈیرہ بگٹی سوئی کی سیکورٹی کی مدد میں بلوچستان خرچ کر رہا ہے۔ اس کے باوجود ہم اپنے دورانے نہیں کھوں سکے۔ پھر تو میں اس ایوان کو دونوں ہاتھوں سے سلام کرتا ہوں اُس ایک نواب اکبر خان کو کہ جس کے دور میں مرغی چوری کرنے کی کسی کوہمت نہیں ہوتی تھی۔ installation کو ہاتھ لگانا تو اپنی جگہ۔ نکالیں آپ ریکارڈ 1952ء سے 2006ء تک۔ 2006ء سے 2020ء تک کی۔ تو جناب والا! آج اُس mind set کی میں بات کروں گا جو آج اس ایوان میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ اُس نائب تھیں میں اس وقت کیا یہی سوچ اُس وقت کیپٹن حماد کو بچانے کی نہیں تھی؟ کیا نواب اکبر خان بگٹی کے خلاف جو اتنی بڑی کارروائی کی گئی کیا اسکی وجہ کیپٹن حماد نہیں تھا؟ کیا کیپٹن حماد کو تحفظ دینے کے لیے ڈیرہ بگٹی اور نواب صاحب کے قلعے پر حملہ نہیں کیے گئے؟ ایک آدمی کو جس نے لیڈی ڈاکٹر جس کا تعلق بلوچستان سے بھی نہیں تھا سندھ سے تھا اسکے لیے نواب صاحب نے آواز بلند کی کہ آپ نے اُس کو بچانے کے لئے یہ جنگ، حالت جنگ کی بات نواب اکبر خان نے کبھی نہیں کی۔ نہ جنگ کی بات اُس چار جماعتی اتحاد نے کی۔ اُس چار جماعتی اتحاد نے یا نواب اکبر خان بگٹی نے ہمیشہ بات کی بلوچستان کے وسائل کی بلوچستان کی پسمندگی کی بلوچستان کے حقوق کی۔ آپ نے اُس issues کو اٹھا کے پورے بلوچستان کے اوپر ایک جنگ مسلط کر دی۔ آج بھی میں اس حکومت کا رویداد کیھر ہا ہوں کہ ایک نائب تھیں میں اس کی چوری اُس کی بھتہ خوری اُس کی رشتہ خوری اُس کو بچانے کے لیے پورا ایوان حاجی زا بدوالے معاملے پر کبھی CMIT کی کمیٹی بنائے کر اُس کو protect کرنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی کس کی کمیٹی بنائے کر

اُس کو protect کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا! آج بھی میں آفرین کہتا ہوں حاجی زا بد کوان کی جماعت کو کہ انہوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ آج بھی اگر یہ کال دیں اُس نائب تھصیلدار کے خلاف پورے بلوچستان میں لوگ سڑکوں پر آنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن وہ آج میں جمہوری انداز میں اس تحریک استحقاق کو لا کے اس پارلیمنٹ کی اُس اسٹینینڈنگ کمیٹی جس کے ذمے اس ایوان کے استحقاقات کو منstanan ہے، اُس کے ذریعے انصاف مانگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج بھی اُس کے ذریعہ انہوں نے تحریک استحکام جمع کر کے آپ کی توسط سے چیئرمیٹ تو سط سے اُس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا۔ جناب والا! اس mind set کو اس روشن کوتبدیل ہونا چاہیے آج بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس mind set کو تبدیل کر کے چیزوں کو سنجیدگی کی بنیاد پر لیا جائے۔ چیزوں کوڈ ایسیلاگ کے ذریعے سیاسی بنیادوں پر ان کا تجزیہ کیا جائے ان کو پرکھا جائے اور ان پر سیاسی فیصلے کیتے جائیں تو آج بھی بلوچستان کے حالات پرانے ڈگر پر آ جائیں گے۔ آخر میں میں ایک دفعہ پھر اس تعزیتی قرارداد کو ایوان سے منظور کرنے کی سفارش کرتے ہوئے نواب اکبر خان اور ان کے اُن تمام شہید ساتھیوں کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور سلام پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب چیئرمین:** جی ٹائمس صاحب۔

**جناب ٹائمس جانسن:** شکریہ sir۔ آج کا دن 26 اگست کو سیاہ دن کے طور پر ہم لوگ یاد کرتے ہیں۔ 26 اگست کو اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے ہندو برادری کے 17 افراد کی شہادت بھی ہوئی۔ نواب صاحب کی شہادت کے ساتھ نواب صاحب کے پاس جو عہدے رہے ہیں وہ گورنر کا عہدہ، وفاقی وزیر کا عہدہ اور وزیر اعلیٰ کا عہدہ رہا ہے۔ یہ بلوچستان کی عوام جوان کو عزت دی۔ اور انہوں نے کبھی بھی پاکستان کی سیاست پر ایسے بات چیت کی ہے۔ کبھی بھی انہوں نے کبھی علیحدگی کی بات نہیں کی پاکستان سے جدا ہونے کی بات نہیں کی کیونکہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے بہت قریب سے ان کو اپنے والد صاحب کے ساتھ وہاں جاتے تھے شہید سلیم بھٹی صاحب کا جواہر لیکشن گزر 1977 میں اس وقت میں اپنے والد صاحب کے ساتھ ان کے پاس جاتا تھا اُس آفس کو چلایا میرے والد نے لیکشن کمپنی کو ہم نے دیکھا۔ ان کے ساتھ sittings میں ہم نے دیکھا کہ کبھی بھی انہوں نے ایسی بات نہیں کی جس سے ان کی بات چیت سے کوئی خوبصوراتی ہو پاکستان کے against کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی بھی انہوں نے نہیں سوچا جہاں تک شہادتوں کا تعلق ہے بلوچستان کے دکھ و درد میں اقلیتیں بھی ہر وقت شامل ہیں۔ ہندوؤں کی شہادت کے علاوہ کریمچن کی بھی شہادت ہوئی ہے۔ جناب روڈ، عیسیٰ گنگری اور شاہ زمان میں۔ تو یہ حالات گزری ہیں یہ خاموش کر سیاں ہیں جو وہ یہ ہمیں بتاتی ہیں، یہ ایوان ہمیں

بُتانا چاہتی ہے خاموشی کی آواز بُتاری ہیں کہ کچھ لوگ چاہتے نہیں ہیں کہ بلوچستان کے حالات درست ہو سکیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ یہاں پہامن وامان ہو۔ صرف امن وامان کے ساتھ پر پیے جو فنڈ ہے وہ ریلیز ہوتے رہیں۔ ان سے ان کو فوائد ملتے رہیں۔ گورنمنٹ کے جو بیٹھ پر بیٹھے ہوئے لوگ اگر ان کو بلوچستان سے محبت ہے اگر وہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات صحیح ہوں۔ آج ان کا بیٹھنا اتنا ضروری تھا ان کی سوچ واضح ہو گئی۔ کہ وہ یہاں بلوچستان میں امن وامان چاہتے ہی نہیں۔ بلوچستان کے جو بلوچ نوجوان ہیں یا پسٹوں نوجوان ہیں ان کی سوچ ابھی وہ چاہتے ہیں پچھے جو ہمارے چاہتے ہیں کہ یہاں امن وامان ہو۔ آج میں بتانا چاہتا ہوں بچوں کو ٹیکی فون کر کے بلاتا ہوں۔ رات 9 بجے بجتے نہیں ہیں تو میں انہوں فون کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ ہر ماں باپ اسی طرح کرتا ہے۔ لیکن جب نواب صاحب کی یا کچھ عرصہ پہلے آج سے میں پچیس سال پہلے میرے پچھے پوچھتے ہیں کہ آپ نے پورا بلوچستان دیکھا ہے۔ میں خود جاتا تھا موڑ سائیکل پر قلعہ سیف اللہ جناب چیئرمین: ٹائمس بھائی! مختصر کر لیں اور دوستوں کو بھی بولنا ہے۔ آپ کو درمیان میں میں نے ٹائم دے دیا ہے آپ کا نام بھی نہیں آیا ہے۔

جناب ٹائمس جنسن: اقلیت کا بھی تو ٹائم ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: اقلیت اپنے پرچی بھی روانہ کریں۔

ٹائمس جنسن: sir آپ کا شکریہ! کر خصوصی ٹائم دیا مجھے۔ لیکن فلیتیں ہر وقت بلوچستان کے دکھ اور درد میں بلوچوں اور پٹھانوں کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): آمُوْذِیَّ اللَّهُ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔  
جناب اپنے صاحب! آج اس مقدس ایوان میں ہم بلوچستان کے ایک عظیم سپوت، ایک عظیم راہنماؤں محمد اکبر خان بگٹی شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے قرارداد پر فتحگو کر رہے ہیں۔ میری طرف سے، میرے پارٹی کی طرف سے، میرے بھائی میر یوسف زہری صاحب نے قرارداد کی حمایت کی اور خراج تحسین پیش کرنے کی حمایت کی۔ میں بھی قرارداد کی یقیناً بھر پور حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ عرض کرتا ہوں کہ نواب اکبر خان بگٹی ایک فرد نہیں تھے، وہ اپنی من میں ایک دنیا تھے۔ وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ قبائلی روایات، معاشرتی اقدار، انسانی اقدار، انسانیت کی عظمت کے علمبردار تھے۔ انہیں جس انداز میں شہید کیا گیا وہ یقیناً آج بھی وہ درد اسی طرح تازہ ہے، جس طرح 26 اگست 2006ء کو یہ دردناک اور دخراش وال عہد پیش آیا۔ شہید نواب

صاحب کے ساتھ میرے انتہائی اچھے تعلقات تھے کہ جب میں اسپیکر بلوچستان اسمبلی تھا جناب چیئرمین! تو نواب صاحب اپوزیشن لیدر تھے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے بہت بڑے پارلیمنٹریں یہ تھے۔ وہ ساری زندگی انسانی حقوق، بلوچستان کے حقوق کیلئے اُن کی جنگ رہی۔ اور پورے بلوچستان میں وہ ایک ہی طرح سے ہر دعزیز تھے۔ اُن کی روایات اتنی عظیم تھی کہ شاید بلوچستان میں اس قسم کے روایات کسی اور نے قائم کئے ہوں۔ یہ یقیناً ایک تاریخی ہے۔ اور یہ تاریخی قیامت تک زندہ رہے گی۔ میں اُن کے پوتے نوابزادہ گہرام خان بکٹی کیلئے دعا گو ہوں کہ بہت بڑے دادا کے یہ وارث ہیں۔ اللہ ان کو بھی اُسی جرات، اُسی عظمت، اُسی تدریسے نوازے۔ اور ان کو بھی اللہ بلوچستان کیلئے ایک اٹاٹے کے طور پر منظر عام پر لائے۔ میں ایک دفعہ پھر نواب محمد اکبر خان بکٹی شہید کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ سے دست بستہ دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اللہ انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ اور ان کے پسمندگان اور بلوچستان کے عوام کو ان کے صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی گہرام بکٹی صاحب۔

**نوابزادہ گہرام خان بکٹی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! جو آج قرارداد یہاں ساتھیوں کی طرف سے پیش ہوئی ہے۔ سب سے پہلے ان ساتھیوں کا میں شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سے ساتھیوں نے حقیقت بیان کی ہے کہ شہید نواب محمد اکبر خان بکٹی۔ اُن کی جو سوچ تھی وہ ہمیشہ بلوچستان کے لئے حق اور انصاف کی بات کرتے تھے۔ وہ ساحل و سائل اور بلوچی روایات، نگ اور ناموس کی بات کرتے تھے۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ ”جو واقعہ ہونا تھا وہ ایک pre-planned ایک منصوبہ بنایا گیا تھا۔ کہ جتنے نواب اور سردار ہیں جو بلوچستان کے چند جو حق اور حقوق کے بارے میں بات کرتے ہیں انکو ہٹایا کیسے جائے“، ابھی خاص کر میں ڈیرہ بکٹی اور سوئی کی بات کروں گا کہ وہاں کی حقیقت کیا تھی اور یہ معاملات کیسے ہوئے؟ ہم لوگوں کے خاندان کے اوپر کس طریقے کا ایک وقت گزرا۔ اور آج تک بلوچستان کے اندر جو واقعات ہوتے جارہے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں، حیات بلوچ کا کہ اُس کی result کی وجہ سے آج بیچارے ناجائز لوگوں کے خون بہائے جارہے ہیں۔ یا غلطی سے بہائے گئے ہیں۔ لیکن میں شروعات کرتا ہوں کہ سب سے پہلے ہمیں یہ بتایا جائے کہ ہم لوگوں کی غلطی کیا ہے؟ ہم لوگوں کو کیوں کہا گیا ہے ”کہ غدار ہیں“۔ اس نے غدار بولا گیا ہے کہ کبھی کرپشن کا انعام نہیں لگا۔ اسی نے غدار بولا گیا ہے کہ اپنے حق کی بات کی۔ جو گیس پورے ستر سالوں سے پاکستان کے جوانوں سڑیز خاص کر اگر آپ فیصل آباد چلے جائیں یہی گیس سے انہوں نے بڑے بڑے انڈسٹریز چلا رہے ہیں۔ لیکن بدقتی یہ

ہے کہ ڈیرہ گنڈی کے عوام کے پاس گیس کھانا بنانے کیلئے بھی نہیں ہے۔ سوئی کے عوام کے پاس نہیں ہے۔ جو میری سوچ اور سمجھ ہے کہ یہ کمپنیوں نے یہ جو ملٹی نیشنل کار پوری شنسز ہیں۔ یہ اتنی مضبوط بن چکی ہیں کہ انہوں نے ہمارے اوپر یہ حالات پیدا کئے ہیں۔ آج کے دن اگر آپ دیکھ لیں کہ پی پی ایل پچھلے چار سالوں سے بغیر کوئی ایگر یمنٹ کیے ہوئے بلوچستان حکومت کے drilling کر رہے ہیں بغیر کوئی معاملہ کے۔ جو معاملہ انہوں نے وہاں ہم لوگوں کیسا تھا کیے ہیں اُنکو تو آپ بھول ہی جائیں۔ لیکن جس طریقے سے وہاں جو واقعہ ہوا ہے ڈاکٹر شازیہ کا۔ وہاں جو واقعہ ہوا تھا نواب صاحب کو جو جہاز کیلئے انتظار کر رہے تھے۔ جزل پرویز مشرف سے اُس نائم ملنا تھا اُن کو۔ معاملات حل ہونے والے تھے۔ اُن کا ایئر پورٹ تھا، پی پی ایل کا، انہوں نے جہاز خراب کیا۔ جس نائم نواب صاحب واپس روانہ ہوئے ڈیرہ گنڈی کیلئے تو جہاز صحیح ہو گیا اور اڑ گیا۔ وہ کبھی نہیں چاہتے تھے کہ یہاں مسئلے مسائل حل ہوں۔ وہ یہ چاہ رہے تھے کہ جتنے وسائل ہوں اُنکے اوپر ہم لوگ کمینز قبضہ کر کے مفت میں نکالتے جائیں۔ اور یہ الزامات ہمارے اوپر لگیں، ہمارے خاندان کے اوپر کہ نواب گنڈی کرامی لیتے تھے۔ میں اس ایوان میں سوال رکھتا ہوں اور یہ ایوان سے پوچھتا ہوں کہ ایسا کوئی کاغذ تو لا کر دکھائیں کہ جس میں لکھا ہو کہ نواب اکبر گنڈی نے ایک روپیہ بھی ان کمپنیوں سے لیا ہو۔ ایسا کوئی کاغذ نہیں ہے۔ یہ صرف ایک misconception، ایک جواز پیدا کیا گیا ہے۔ جی ہاں، ایک چیز ضرور ہے، وہ on-record پر لاوں کہ زمین کا کرایہ وہ پاکستان میں کہیں پر بھی کوئی گیس کمپنی کر رہی ہے وہ وہاں کی جو مالکان ہیں زمین کے، اُنکو دیا گیا ہے۔ لیکن معدترت کے ساتھ جو ہماری قبائلی زمینیں 2005ء اور 2006ء کے بعد اسکا بھی کرایہ نہیں دیا گیا ہے۔ تو سمجھ لیں کمینز ایک لینڈ مافیاء کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن جو ہونا تھا، وہ ہو گیا۔ اور ہم آگے بڑھیں گے۔ لیکن یہ ضرور بولوں گا کہ نواب صاحب پر جس نائم بمباری ہوا تھا 2005ء کے اندر، میں خود بھی اُدھر گیا تھا اُسکے بعد۔ وہ نکلنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ وہ بوڑھے تھے، پاؤں سے چل نہیں سکتے تھے۔ اگر آپ دیکھیں اُنکے فٹوٹ وہ ہمیشہ اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ وہ چل نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے ہمیشہ پاکستان کے حق کیلئے بات کی ہے وہ بھاگ نہیں۔ جیسے آج ہمارے جزل ریٹائرڈ پرویز مشرف صاحب بیماری کے بہانے سے باہر بھاگ گئے۔ میرے دادا بھی بھاگے نہیں۔ انہوں نے کہا ”جینا مرنا اس ملک کے ساتھ ہے۔۔۔ (ڈیک

بجائے گئے)۔ آج یہاں ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں، بلوچستان میں جتنے لوگ ہیں یہ پاکستان کے ساتھ میرے دادا کے وجہ سے تھا اور ہیں۔ اُن کے ووٹ تھے۔ جتنے ہمارے سردار قبائلی، یہاں سردار، نواب تھے۔ انہوں نے انہیں ووٹ دے کر پاکستان کے ساتھ شمولیت کیا تھا۔ آج جو سی پیک جس کے اوپر بڑے دعوے

کرتے ہیں، بولتے ہیں ”جی بلوچستان کو بڑا شیر مل رہا ہے“۔ معدترت کے ساتھ، ٹرینیں اور بس سروں تو کہیں اور ہیں، ہم لوگوں کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ وہ بھی میرے دادا مرحوم نے سلطان قابوس سے لے کر بلوچستان کا حصہ بنایا تھا۔ اگر یہ ہماری غداری ہے تو ہم مانتے ہیں کہ بلوچستان اور پاکستان کیلئے ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ جب ہمارے اوپر یہ واقعہ ہوا۔ ہمارے اوپر بمباری ہوئی تو ہم مجبور ہو گئے تھے پہاڑوں کی طرف رُخ کرنے کیلئے۔ جان بچانا، دیکھیں! سب کا حق ہے۔ لیکن اُس ٹائم ہمارے گھر کے اندر عورتیں، بچے اور بڑھے بھی تھے۔ ہمارے ساتھ ہندو برادری کے کتنے لوگ وہاں 2005ء کے اندر ایک ہی جگہ پر مارے گئے۔ لیکن بد قسمتی کی بات ہے کہ آج تک ہم لوگوں کو دشمنگردی کی لسٹ میں نام رکھا گیا ہے۔ میرا چھوٹا بھائی بارہ سال کا تھا اُس ٹائم، اُسکو بھی بنا یا گیا“ کہ One of the most wanted terrorist ہے۔ لیکن یہ misconception ہے۔ یہ ایک جواز بنا یا گیا ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو فیڈریشن میں بیٹھے ہوئے لوگ ہیں، ساتھی ہیں اُن کو ہوش دے کہ بلوچستان کا مسئلہ حل کریں۔ لڑائی بھگڑوں سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اگر آج آپ دیکھیں طالبان کا کتنا بڑا اوفد آیا ہے پاکستان کے اندر۔ ہمارے فارم منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور امریکہ نے ہی بولا ہے ”کہ جی! اُن سے بات کرنا ہیں“۔ تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کریں۔ اس میں سب کی بھلائی ہے۔ ہمیں صرف اپنا حق چاہیے بلوچستان کے لوگوں کو۔ اس کے علاوہ اور ہم کچھ نہیں مانگتے ہیں۔ ہم بولتے ہیں، جو ساحل و سائل ہیں، وہ بلوچستان کے عوام کی ہیں۔ جو ہمارا عزت ہے، ہمارا غیرت ہے اُس کے ساتھ ہماری respect کی جائے۔ اور زور سے ہم کبھی بلوچوں نے، بلوچستان کے رہنے والے لوگوں نے کبھی کچھ مانا نہیں ہے۔ پیار سے مانگیں گے ہم اپنا سر قربان کر دیں گے۔ اور میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں سب ساتھیوں کی جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی۔ اور ہاؤس کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ ہم ایک محبت و طلن ہیں اور اس کا سٹریکٹ ہمیں کسی سے لینے کا ضرورت نہیں ہے۔ اور کسی کو ثبوت دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ امتیاز (تاریخ) گواہ ہے۔ ایک جزل پرویز مشرف کیلئے ہم پوری فوج کو غلط نہیں بول سکتے ہیں، وہ ایک انسٹیٹیوٹ ہیں۔ ہم اُن کی عزت بھی کرتے ہیں۔ لیکن ایک آدمی کی وجہ سے سب کو بدنام نہیں کرنا چاہیے۔ بہت مہربانی، شکریہ۔

(اس مرحلہ میں سردار بابر خان موئی خیل، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی احمد نواز بلوج صاحب۔

میر احمد نواز بلوج: شکریہ جناب اسپیکر! آج ڈاڈائے بلوج، شہید وطن، نواب محمد اکبر خان بگٹی کی شہادت

کادن۔ آج کادن بلوچستان میں یوم سیاہ کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔ تمام دوستوں نے نواب صاحب کی زندگی پر ایک طویل بحث کی ہے۔ مئیں بھی تھوڑا اس ایک سیاسی ورکر ہونے کے ناطے نواب صاحب کی زندگی یا نواب صاحب کی ان خوبیوں کو اس ایوان میں مجھے موقع ملا کہ مئیں ان پر تھوڑی روشنی ڈالوں۔ شہید وطن، ڈاڑھے بلوج، شہید نواب محمد اکبر خان یعنی جب اس پارلیمنٹ میں ہوتے تھے یا اس صوبے کے جب وہ وزیر اعلیٰ تھے یا اس صوبے کے وہ گورنر تھے۔ اس ملک کے وہ وزیر اخلمہ رہ چکے ہیں۔ جب ان کے دور میں بلوچستان ایک ایسی جانب راغب ہوا جب نواب صاحب نے وزیر اعلیٰ کا منصب سنجا لاتا تو بلوچستان میں انہوں نے بہت سے ایسے کام کیئے جو آج تاریخ بھی انکو یاد کرتا ہے۔ نواب صاحب کی good-governance آپ دیکھیں، نواب صاحب جن جن چیزوں میں ان کی مہارتیں تھیں۔ نواب صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے وہ صوبائی سیکرٹریٹ کا دورہ بھی کرتے تھے، ان ایکیوں پر وہ خود ان کی visit بھی کرتے تھے۔ ان کی آپ دیکھ لیں جو بھی لوگ ان کے بیٹھک یا ان کے آفس پر جاتے وہ ناؤمیندینہیں ہوتے۔ نواب صاحب کی جو مزاج تھی، جو اخلاقیات تھے یا ان کے وہ دوست جو ان کے ساتھ وہ بیٹھتے تھے آج تاریخ بھی انہیں یاد کرتا ہے۔ ان کے دور میں جتنے بھی ہمارے بڑے بڑے issues ہوتے۔ جو این ایف سی ایوارڈ ہوتا تھا یا صوبے میں ایک ایسا مسئلہ ہوتا تھا میرے خیال میں ہمارے آفیسروں کو، ہمارے ملازمین کو تھواہ کیلئے رقم نہیں ہوتی تھی۔ تو نواب صاحب ہی تھے جو اس صوبے کو وفاق کے ساتھ ایک پل کا کردار ادا کرتے اور ان ملازمین کی تھواہیں پہنچتی۔ نواب صاحب کی ان اچھائیوں کو آپ دیکھیں، کھلیوں سے محبت ان کی، نواب اکبر سٹیڈیم انہوں نے تعمیر کرائی۔ نواب صاحب کی ہم کن کن چیزوں کو یاد کریں۔ جب چار جماعتی اتحاد بنا تو نواب صاحب کے آخری ایام میں جو کوششیں تھیں کہ بلوچستان میں ایک ایسا عمل ہو جس میں سیاسی اور جمہوری لوگ اکھٹے ہوں۔ اور اس صوبے اور ملک کے لئے کام آسکیں۔ مگر نواب صاحب کی ان کوششوں کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ جیسے بگال کو ہم سے جدا کر کے دو کر دیا گیا۔ ایسی ہی میں مثال دوں کہ نواب صاحب ایک جمہوریت پسند، ایک ایسے شخصیت کو آپ دھکیل کر ہم سے ان کو پہاڑوں پر آپ نے پہنچایا۔ نواب صاحب کی اپنی جو وفاقي خدمات تھے وہ نوابزادہ نے جیسے فرمایا کہ نواب صاحب کبھی جنگ نہیں چاہتے تھے۔ نواب صاحب ایک روشن خیال، ایک ایسے قد آور شخصیت تھے۔ جیسے اختر حسین نے کہا کہ جب ہم ڈیرہ یعنی تک پہنچے تھے تو کوئی مائی کا محل میں ایسا کوئی جرات نہیں تھا کہ وہ کسی کو میلی آنکھ سے دیکھیں۔ آپ دیکھیں کہ جب سے نواب صاحب کی شہادت ہوئی ہے آج

دن تک چودہ سال ہو گئے اس صوبے میں اس ملک میں کیا ہورتا ہے۔ ہم اپنے ان بڑوں کو، اپنے ان قد آور شخصیات کو، ہم اس انداز میں خراج تحسین بھی پیش نہیں کر سکتے کیونکہ جن لوگوں کو آج یہاں بیٹھنا تھا جن دوستوں کو، آج وہ بھی آئندھیں چراکر یہاں سے باہر نکل گئے۔ آج ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ شہید نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب اس ایوان کے قائد رہ چکے ہیں۔ اور اس ایوان میں ان کی خدمات تحسین۔ یہ جو ہم اس چھت کے نیچے آج بیٹھے ہیں یہ اُنہی کی مرہوں منت ہے۔ آج جو بلوچستان میں اتنی سیٹیں بڑھی ہیں یہ اُن کی محنت ہے اور ہمارے اکابرین کی محنت ہیں۔ نواب صاحب اپنے دور میں جب تک انہوں نے یہاں good-governance قائم کی، کوئی کرپشن نہیں تھا یہاں۔ کوئی ایسا چور دروازے سے کوئی میرے خیال میں وزیر بھی نہیں بتاتا تھا۔ کوئی چور دروازے سے کسی غریب کا حق نہیں مارتا تھا کیونکہ ایسا اقدام اُس دور میں نہیں ہوتا تھا کیونکہ آفسر اُس کے بغیر۔ یا کوئی ایسا چیف سیکرٹری اُس کے بغیر کوئی ایسا عمل کرتا تو نواب صاحب کی اُس good-governance یا اُن کی اُن خدمات کو ایک آفسر آکر اپنی منانی کرتا۔ ڈاکٹر شازیہ کیس کا تاریخ اس پر گواہ رہے گا کہ نواب صاحب کے علاقے میں جتنے بھی ملازمین تھے، وہاں میرے خیال جو gas-drilling کے لئے آتے تھے، جو بھی آتے تھے تو پہلے وہ نواب صاحب سے ملتے تھے۔ توجہ ڈاکٹر شازیہ کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو نواب صاحب اس پرائیشن لیتے ہیں۔ اُس دور سے لے کر کے آج تک، آج ہم سنتے ہیں عمادنامی کوئی شخص وہ کیپن تھا وہ آج کہیں میرے خیال میں اسلامیات پڑھا رہا ہے۔ شرم آنی چاہیے اُسے کہ وہ ہمارے اسلامی تعلیمات اب ہمیں کیپن عمدادے رہا ہے۔ ڈاکٹر شازیہ نے حالیہ دنوں میں ایک ایسی طویل میرے خیال میں ایک آرٹیکل بھی لکھی تھی۔ انہوں نے اس کا ذکر بھی کیا تھا۔ انہوں نے پردہ فاش کی کہ وہ آج کل کوئی انسٹی ٹیوٹ میں اسلامیات پڑھا رہا ہے۔ تو آج میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ نواب صاحب کی زندگی پر یا نواب صاحب کی good-governance پر یا نواب صاحب کی اُس قدر آور شخصیت پر یہاں انہوں نے بحث کی اور انہیں خراج عقیدت پیش کیتے ہیں۔ میں آخر میں جناب اپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس عظیم دن، عظیم رہبر کے لئے بات کرنے کا موقع دیا۔ تاریخ گواہ رہے گی کہ اس اسمبلی میں نواب صاحب کی جو خدمات تھیں۔ ایک ادنی سا کارکن بھی آج اُن کے لئے یہاں تعریفی کلمات ادا کر رہے ہیں۔ میں آخر میں نواب صاحب کی اُن خدمات پر انہیں سرخ سلام پیش کرتا ہوں اور سلیوٹ کرتا ہوں۔ Thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوج صاحب۔ جی اکبر مینگل صاحب۔

**میر محمد اکبر مینگل:** بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اپیکر! نواب اکبر خان بگٹی کی شخصیت اور ان کی کردار پر جتنی بھی بحث کی جائے وہ کم ہے۔ آج 26 اگست ہے۔ بلوچستان اور پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ سیاہ دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی ان چند شخصیات میں سے ایک تھے جو بلوچستان کی پاکستان میں شمولیت کو تعلیم کرتے تھے۔ وہ اس ملک وزیر دفاع رہے ہیں۔ وہ اس صوبے کے گورنر اور وزارتِ اعلیٰ کے منصب پر بھی فائز رہے ہیں۔ وہ انتہائی Senior Parliamentarians اس سر زمین کی بات کرتے تھے۔ جناب اپیکر! نواب محمد اکبر خان بگٹی نے ہمیشہ جرات اور غیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جناب اپیکر! وہ اپنے ساحل و سائل، اپنے عوام اور اس سر زمین کی ترجیحات میں نہیں تھیں۔ لیکن ایک بوڑھے بلوج کو مجبور کیا گیا۔ وہ تو پیس، وہ رکھتے تھے۔ لڑائی یا جھگڑا اس کی ترجیحات میں نہیں تھیں۔ لیکن ایک بوڑھے بلوج کو مجبور کیا گیا۔ وہ تو پیس، وہ بازود جو شمن کے لئے تھے۔ جسے استعمال کرنا تھا ان کو نواب صاحب کے اوپر استعمال کیا گیا۔ جب نواب صاحب کی پناہ میں موجوداً قیلیتی برادری کے لوگ محفوظ نہیں رہے۔ جب ان کا گھر محفوظ نہیں رہا تو مجبوراً اُس نے پہاڑوں کا رُخ اختیار کیا لیکن پہاڑوں میں بھی ان کو نہیں بخشنا گیا۔ جناب اپیکر! اُس وقت کے جنرل مشرف نے یہ دعویٰ کیا، اپنا مگا لہرایا ہوا میں ”کہ ایسا hit کریں گے کہ تمہیں پہنچی نہیں چلے گا“۔ اور واقعی حقیقت بھی اُس کی وہ طاقت تھی، اُس نے وہ hit کیا۔ اور یہ بھی دھمکی دی ”کہ یہ 70ء کا عشرہ نہیں ہے۔ جناب اپیکر! نواب محمد اکبر خان بگٹی آج بھی بلوچستان کے لوگوں کی دلوں میں زندہ ہے۔ آج ہم جب پورا ادارہ، منتخب نمائندے ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ لیکن کہاں گیا وہ مشرف جو ہوا میں مگا لہرہ اڑتا۔ اُس وقت کا صدر لا سی کہاں ہے؟ زندہ ہے اسی دنیا میں موجود ہے لیکن وہ ڈھونڈنے سے بھی آج نہیں ملتا۔ جن دنوں میں وہ بڑی بڑی باتیں کرتا تھا، دھمکیاں دیتا تھا، آج وہ ہم میں نہیں۔ جناب اپیکر! نواب محمد اکبر بگٹی صاحب تاریخ میں امر ہو گئے۔ انہوں نے سندھ کی بیٹی ڈاکٹر شازیہ کے لئے جرأت، غیرت اور بلوجی معیار کا مظاہرہ کیا۔ لیکن ایک ایسے مسئلے پر جو چور تھا، جس نے واردات کی تھی ریاست نے اُسکا دفاع کیا۔ جناب اپیکر! بلوچستان پاکستان کے دوسرے حصوں سے عملًا یا نفیاً یا مزاجاً مختلف ہے۔ ہم ستر سالوں سے رہ رہے ہیں آج تک ہم ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ نواب بگٹی وہ شخصیت تھے، جن کی کوشش تھی کہ فیڈریشن کے تحت، فیڈریشن کے اندر بلوچوں کے حقوق کی حفاظت دی جائے۔ ہمارے وسائل، ہماری معدنیات، ان کی حفاظت دی جائے تاکہ بلوج اور پشتوں اس معاشرے میں ایک عزت کا مقام حاصل کر سکیں۔ اور ایک اچھی زندگی بسر کر سکیں۔ جناب اپیکر! جس وقت جنرل مشرف نے اس ملک کو، میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس ملک کے ساتھ محب

الوطن تھا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ مخلص تھا۔ اگر وہ مخلص ہوتا تو وہ حکومت وہ آپریشن نہیں کرتا جو آج تک ہم لوگ بھگت رہے ہیں۔ اُس نے کہا ”کہ یہ 70ء کا عشرہ نہیں“۔ 70ء والا عشرہ تو 70ء میں ختم ہوا۔ لیکن یہ 2006ء والا عشرہ ابھی تک 2020ء ہے، چل رہا ہے۔ یہ وہ نواب صاحب کی شہادت کے بعد وہ آگ جو بلوچستان میں لگی وہ ابھی تک تھمنے کا نام نہیں لے رہا ہے۔ جناب اسپیکر! اب بھی وقت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری وہ مقتدر قوتیں، ہمارے وہ لوگ جو اقتدار میں براجماں ہیں، بلوچستان کے لوگوں کی نفیات کو سمجھیں، مجبور یوں کو سمجھیں، بے کسی کو، بے یہی کو سمجھیں۔ اور یہاں کی جو ساحل اور وسائل کے اختیارات ہیں وہ اُنکے حوالے کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان میں جہاں کہیں بھی جس بھی صوبے میں جو وسائل ہیں، سب سے پہلے اُن پر اُسی صوبے کا حق ہے۔ چاہے وہ پنجاب میں ہو، خیبر پختونخوا میں ہو، یا سندھ میں ہو۔ اسی طرح بلوچستان میں جو بھی وسائل انکیں اُن کا سب سے پہلے حقدار یہاں کے لوگ ہیں۔ جو ہمارے اکابرین نے جدوجہد کی، شہادت نصیب ہوئی اُن کو اور وہی سلسلہ آج بھی اپنے آب و تاب سے چل رہا ہے۔ لہذا اس ملک میں زمینی حقوق کو، ادراک کو سمجھنا ہوگا۔ تاکہ ان problems کو حل کیتے جاسکیں۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب کے اوپر جتنی بھی بحث کی جائے۔ میرے خیال میں دو دن بھی ہم بیٹھیں تب بھی یہ الفاظ کم ہوں گے۔ لیکن چونکہ ظامن گزر چکا ہے۔ ایک اور اچنڈا بھی بچتا ہے۔ لہذا انہیں الفاظ کے ساتھ اس قرارداد کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ اور نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ اکبر مینگل صاحب! آیا مشترکہ تعزیتی قرارداد کو منظور کیا جائے؟ مشترکہ تعزیتی قرارداد منظور ہوئی۔

**Zero-hour**، جناب نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ قاعدہ 101 (الف) کے تحت اپنی عوامی اہمیت کے حامل مسئلہ کو پیش کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے thank you میں وزیرِ حکومت ملازمت ہائے عمومی نظم و نت کی توجہ ایک اہم عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ کہ کوئئہ سمیت صوبے کے دیگر اضلاع میں بڑے پیمانے پر ہزاروں لوگوں نے جعلی ڈو میسائل، لوکل سرٹیفیکیٹس بناؤ کر صوبے کے مختص کردہ مختلف کلیگریز کی آسامیوں پر غیر قانونی طریقے سے ملازمتیں حاصل کی ہیں جو صوبے کے بیروزگار نوجوانوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضے کے مترادف ہے۔ جبکہ سینٹ آف پاکستان نے اس بابت ایک متفقہ قرارداد بھی منظور کی ہے۔ کیونکہ جعلی ڈو میسائل، لوکل سرٹیفیکیٹس کے اجراء کے باعث صوبے کے عوام بالخصوص تعلیم یافتہ نوجوانوں

میں بے چینی اور شدید مایوسی پائی جاتی ہے۔ حکومت نے جعلی ڈو میسائل سر ٹیکلیٹس کی منسوخی کی بابت اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں تفصیل دی جائے؟

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ہوا یہ کہ سینٹ آف پاکستان میں قومی اسمبلی میں وہاں حکومت نے بتایا کہ آپ کے صوبے کے کوئی پرہم نے اتنی ملازتیں دی ہیں۔ تو ہمارے سینٹر حضرات نے۔۔۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** دو منٹ تشریف رکھیں اذان ہو رہی ہے۔  
(اذان عشاء۔ خاموشی)

**جناب نصراللہ خان زیری:** جناب اسپیکر! جب سینٹ آف پاکستان میں ہمارے سینٹر صاحبان نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو اتنی ملازتیں ہیں۔ جب اُس کی چھان بین کی گئی تو ہزاروں لوگوں نے ناں صرف وفاتی ڈیپارٹمنٹس میں ملازتیں حاصل کی ہیں جعلی ڈو میسائل اور جعلی لوکل سر ٹیکلیٹس پر۔ پھر جناب اسپیکر! مستونگ کے ڈپٹی کمشنز صاحب نے یہ انکشاف کیا کہ ہم نے دوسو سے زائد جعلی ڈو میسائل، لوکل جو لوگوں نے بنائے تھے وہ ہم نے منسوخ کر دیئے۔ پھر حکومت نے کہا کہ ان تمام جعلی ڈو میسائل سر ٹیکلیٹس کو ہم کینسل کریں گے۔ تمام ڈپٹی کمشنز صاحبان کو حکم دیا گیا کہ جتنے بھی جعلی ڈو میسائل سر ٹیکلیٹس یا لوکل سر ٹیکلیٹس بنے ہیں ان کی چھان بین کی جائیں، verifications کی جائیں۔ جناب اسپیکر! اب مصیبت یہ ہے کہ جو ڈپٹی کمشنز ہیں جن جن اضلاع میں وہ جو طریقہ کاری یا حکومت نے دیا یا جوان کے فرائض میں شامل ہیں اس پر صحیح طور پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ اور کسی بھی شہری کو وہ یہ انفارمیشن نہیں دے رہے ہیں۔ اور پھر وہی طریقہ جس طرح ماضی میں جعلی ڈو میسائل سر ٹیکلیٹس دیئے گئے۔ کسی نے دستخط کیے ہیں، کسی نے پیسے لیے ہیں، روپنوی آفیسر نے لیے ہیں، باقیوں نے لیئے یاڑی سی نے لیے ہیں اب پھر وہی طریقہ اپنایا جا رہا ہے کہ غیر قانون طور پر وہ دیر ٹیکلیٹن جعلی ڈو میسائل سر ٹیکلیٹس کا دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ بہت سارے لوگ لگے ہیں جناب اسپیکر! صرف آپ وفاتی محکموں کو اٹھائیں جناب اسپیکر! 50% سے زائد وہاں ہمارے کوئے پر لوگ کشمکشم، ایف آئی اے یا پی آئی اے میں لگے ہیں۔ باقی جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں foreign office میں ہمارے کوئے پر لوگ لگے ہیں۔ اور مختلف سفارتخانوں میں وہ کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر! ہمارے جعلی ڈو میسائل سر ٹیکلیٹس پر بہت سارے اسٹوڈنٹس، ایم فل، PHD کے، لاکھوں کروڑوں روپے کے اسکالر شپس لے کر وہ foreign office میں اس وقت ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے ایک ایم پی اے لیاقت آغا صاحب۔ اس ہاؤس کے وہ ممبر ہے ہیں۔ وہ گئے تھے چائنا۔ تو وہاں جب Ambassador وغیرہ سفارتخانے کا عملہ ہے وہاں

پروٹوکول کے لیے۔ جب ایک بندے سے پوچھا گیا ”کہ آپ کا تعلق؟“ تو اُس نے کہا ”کہ میرا تعلق بلوچستان سے ہے۔“ اچھا! وہ خوش ہوا کہ ایک ہمارے صوبے کا ہے یہاں فارن آفس میں یا سفارتخانے میں کام کر رہا ہے۔ تو اُس نے پوچھا ”کہ بلوچستان کے کہاں سے ہے آپ کا تعلق؟“ تو اُس نے کہا کہ ”ڈسٹرکٹ پشین سے ہے۔“ تولیاقت آغا بڑے خوش ہوئے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ کا کوئی بندہ ہے۔ تو جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کا ڈسٹرکٹ کس گاؤں سے تعلق ہے؟ تو اُس نے لیاقت آغا کی گاؤں کا نام لیا کہ کربلا۔ اچھا! اُس نے کہا کہ بلانہیں دیکھا تھا نہ پشین دیکھا تھا نہ یہاں آیا تھا۔ پھر کسی اور دوسرے بندے سے پوچھا گیا۔ اُس نے کہا کہ میرا تعلق لورالائی سے ہے۔ اُس نے ڈویسائیل بنایا تھا۔ لورالائی سے تو بہت سارے جعلی ڈویسائیل بنائے گئے۔ تو اُس نے کہا کہ ”میرا تعلق لورالائی سے ہے۔“ آغا نے کہا اچھا۔ پوچھا گیا کہ آپ کا گھر لورالائی میں کہاں پر ہے؟ تو اُس نے کہا کہ ریلوے اسٹیشن کے پیچے میرا گھر ہے۔ ابھی آپ خود بتائیں جناب کہ لورالائی میں ریلوے کہاں ہے۔ اس طرح جناب اسپیکر! کتنے ہمارے حقوق پڑا کہ ڈالا گیا ہے۔ اور جناب اسپیکر! بالخصوص ابھی میں آپ سے یہ کہنا چاہ رہا ہوں۔ آپ کی خصوصی توجہ چاہیے آپ کی رونگ کی آج ضرورت ہے جناب اسپیکر! کہ جو ڈپٹی کمشنر۔ Right to information Act 2005ء کا ایکٹ ہے۔ اُس کے مطابق لازماً ہر ساری افسروں کو جو شکایت کریں، جو کوئی ثبوت مانگیں، جو کوئی معلومات مانگیں، وہ معلومات دینا ہر آفیسر کا حق ہے۔ ہر آفیسر کو دینا چاہیے۔ لیکن آج کوئی ڈپٹی کمشنر کوئی بھی معلومات کسی بندے کو نہیں دے رہا ہے۔ نہ ایم پی اے کو دے رہا ہے نہ کسی اور کونہ کسی صحافی کو نہ کسی وکیل کو۔ جناب اسپیکر! ہونا یہ چاہیے Right to information Act کے تحت جو جو جس ڈسٹرکٹ میں معلومات ہیں وہ معلومات نہ صرف تمام صحافیوں کو دی جائیں کہ اس ڈسٹرکٹ سے اتنے جعلی ڈویسائیل یا لوکل سرٹیفیکیٹس بنے ہیں۔ خاص کراچی مسئلہ جاں کہ اس ڈسٹرکٹ سے اتنے جعلی ڈویسائیل all parties conference ہوئی پرسوں وہاں۔ وہاں کے صحافیوں نے وہاں کی مختلف پارٹیوں کے لوگوں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کو وہاں application دی ہیں کہ آپ ہمیں معلومات فراہم کریں۔ وہ کوئی معلومات نہیں دے رہی ہے۔ اسی طرح مختلف ڈسٹرکٹس میں آپ کے اپنے ڈسٹرکٹ میں اتنے جعلی ڈویسائیل بنے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے ہو۔ آپ کے باقی ڈسٹرکٹس میں کتنے جعلی ڈویسائیل بنے ہیں۔ میری آپ سے request یہ ہے جناب اسپیکر! کہ اس میں آپ آج رونگ پاس کریں۔ یہ تو اعدداً نصباً کار آپ کو جائزت دے رہا ہے جناب اسپیکر! آپ رونگ پاس کر کے ایک کمیٹی بنائیں کہ جو جو information لوگوں کو چاہیے جس طرح ڈپٹی

کمشنر لورالائی انکار کر رہا ہے، کوئی information لوگوں کو نہیں دے رہا ہے آپ کریں۔ میری تجویز یہ ہیں کہ آپ رولنگ دے دیں اور اس میں تمام جتنے بھی information، ہیں لوکل جعلی ڈو میسائل کے حوالے سے وہ تمام معلومات آؤزیں کجاءے ہر ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے سامنے۔ ہر یونین کونسل میں جو بھی جعلی ڈو میسائل یا لوکل جو بھی بنے ہیں ان کو آؤزیں کیا جائے۔ ہر یونین کونسل کے سطح پر تحریکیں کے سطح پر ہر ڈسٹرکٹ کے سطح پر ہر ڈپٹی کمشنر کے آفس کے سامنے تمام سرٹیفیکیشن وہ ان کے نام درج کیئے جائیں۔ پھر لوگ چیک کریں گے کہ میرے محلے میں، آپ کا کوئی محلہ ہے موئی خیل بازار، لورالائی، کسی کلی کا وہاں سے انہوں نے بنایا ہے ان کو پہنچ لے گا کہ میں تو اس گاؤں کا رہنے والا ہوں یہ بندہ کہاں سے آیا ہے۔ اس نے یہ جعلی ڈو میسائل کہاں سے بنایا ہے؟ اور آنے والے وقت میں جناب اسپیکر! جو جو جس جس وفاقی حکومتی محکمے میں جو بھی پوسٹیں ہیں ہمارے صوبے کے پہلے ان کے ڈو میسائل یا لوکل سرٹیفیکیشن کا وہ یہاں سے تصدیق کریں۔ ڈپٹی کمشنر کریا گا حکومت کوئی ادارہ بنائے گا پہلے لوکل ڈو میسائل کا۔ ابھی پوسٹیں آئی ہیں کسی کو پہنچ نہیں ہے لاہور میں وہ بیٹھ کر کے کراچی میں کسی اور جگہ وہ apply کر لیتا ہے۔ وہ وہاں سے سلیکٹ ہوتا ہے وہ CSP officer بنتا ہے وہ پولیس میں جاتا ہے وہ فارن آفس میں جاتا ہے اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا ہے۔ لہذا یہ میری تجویز ہوگی جناب اسپیکر! کہ وفاقی حکومت کے مختلف مکاموں میں جو بھی پوسٹوں پر کوئی apply کریں ہمارے صوبے کے ڈو میسائل لوکل وہ اُس کی پہلی تصدیق کی جائے۔ اور ضلع وار کمیٹی بنائی جائیں جناب اسپیکر! ہر ڈسٹرکٹ میں ابھی تصدیق کی فوری طور پر ضرورت ہے۔ ابھی وہ ٹائم بھی ختم ہو رہا ہے اس دوران فوری طور پر آپ رولنگ پاس کریں۔ میڈیا، وکلاء وہاں کے ریٹائرڈ ملازمین اور وہاں کی سیاسی پارٹیوں سے لیے جائیں کہ وہ verification کریں۔ اور اس تصدیق کو فوری طور پر مکمل کی جائے۔ اور جو جو یہاں روپورٹ آئیں گی وہ اس ایوان میں لائی جائیں آپ کے سامنے۔ تاکہ ہم ہمارے آنے والی نسلیں، ہمارے نوجوان اپنے جو ملازمتیں آرہی ہیں کم از کم ہمارے لوگ ان ملازمتوں پر لگ سکیں۔ thank you۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ زیر آور میں صرف وہ محرك ہی بات کر سکتا ہے۔ اور پانچ منٹ بات کر سکتا ہے۔۔۔ (مدخلت۔شور)۔ زیر آور میں صرف وہ بندہ بات کر سکتا ہے جو نوش دیتا ہے۔۔۔ (مدخلت)۔ جوزیر آور میں آپ چیک کر لیں 49 پر ہے۔

The Member shall not speak for more than five minutes while raising the matter.

ہاں。only mover speak یہ (A) 101۔۔۔ (مدخلت۔شور)۔ قرارداد تو آخری سیشن میں آپ لوگوں نے کرامی تھی۔ مگر پھر خود ہی آپ لوگ جو ہیں موقع ایک دوسرے کو نہیں دے رہے تھے کہ اس پر آپ لوگ بات کرتے۔ آپ لوگ rule کے مطابق چلیں۔ جی جی، آپ بات کریں ملک صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:** جناب اسپیکر صاحب! آپ کا شکر یہ کہ آپ نے اس اہم موضوع پر آج بولنے کا موقع دیا۔ پہلے بھی وہ ہمارے جو روکیزویشنڈ اجلاس تھا یہ مسئلہ اُس کا حصہ بھی رہا ہے اور ایک ایجاد کا حصہ تھا جس کے دونکات میں پہلے ہم نے بحث کی اور ایک نکات جو رہا تھا اور ہم چاہ رہے تھے کہ آج اُس نکات پر بات کی جائے۔ لیکن چونکہ شہید نواب محمد اکبر خان بیگی کا آج یوم شہادت ہے۔ اس لیے جو ایوان میں اُس کی قرارداد آئی تو ہم سب نے چاہا کہ سب سے پہلے اُس پر بحث کی جائے۔ اُس کے بعد ہم چاہ رہے تھے کہ اسی موضوع پر بات کریں گے۔ جس طرح محکم نصر اللہ خان زیرے نے تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ سینٹ آف پاکستان نے اس اہم قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کی ہے تو بلوچستان میں اسکے لیے ایک ایسی حکمت عملی بنی چاہیتا کہ ہم چیک کریں کہ ہمارے کوئی پر اس وقت وفاق میں لتنے لوگ جو ہیں وہاں کام کر رہے ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق جناب اسپیکر صاحب! اس وقت 21 ہزار کے قریب لوگ جو ہیں وفاق میں بلوچستان کے کوئی پر کام کر رہے ہیں تو یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کس طرح ڈویسائیں حاصل کیئے ہیں؟ کہاں سے ڈویسائیں حاصل کیئے ہیں؟ اس کی چھان بین کی اشد ضرورت ہے۔ جس طرح نصر اللہ خان زیرے نے کہا وہ تو آنے والے دنوں کے لیے حکمت عملی اپنی جگہ پر۔ ہم چاہیں گے جناب اسپیکر صاحب! ہماری ٹلمیوز میں ویسے لوکل کمیٹیاں ہیں جو ہمارے لوکل کی جب وہاں انتڑو یوں ہوتے ہیں وہاں وہ کمیٹی بیٹھ کر اپنے علاقے کے لوگوں کی شناخت کرتے ہیں اور ان کو لوکل جاری کرتے ہیں۔ تو وہ لوکل کمیٹیاں اگر آپ ضلع کی سطح پر لیں گے تو اس کی چھان بین نہیں ہو سکے گی۔ پھر یہ ڈی سی کے حوالے جائیں گے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! کہ اسکے لیے ایک ایسی حکمت عملی بنائی جائے کہ یونین کو نسلوں کی سطح پر کہ جتنے لوکل یہاں سے جاری ہو چکے ہیں۔ فرض کریں اگر کوئی 10 ہزار ڈویسائیں جاری ہو چکے ہیں تو ان کو چیک کرنے کے لیے اس وقت کوئی 58 حصے ہیں۔ ان کے ساتھ ابھی چار نئے حصے شامل کیے گئے جن میں کچھ بیگ، شادا نیزی، بلیلی اور کچلاک شامل ہیں۔ تو یہ تقریباً 62 حصے بنتے ہیں۔ ان حلقوں کی بنیاد بھی جناب اسپیکر صاحب! ہر ایک یونین کو نسل کی سطح پر اگر اس یونین کو نسل سے وہ ڈویسائیں جاری ہو چکے ہیں اسکی چھان بین کے لیے اُس کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اُس کی صحیح طور پر پتہ چل سکے اور پھر اُس کے بعد اُس ڈویسائیں کو ڈپٹی کمشنر کے آفس

میں لے جایا جائے۔ ابھی آپ نے دیکھا بناب اسپیکر صاحب! کہ صرف مستونگ میں میرے دوست نے کہا کہ 200 ہیں۔ لیکن صرف ایک چھوٹی سی اُس پر جب انہوں نے چھان بین کی 400 سے زیادہ ایسے ڈو میسال وہاں سے جاری ہو چکے ہیں کہ جو جعلی ہیں۔ جن کا تعلق وہاں سے نہیں ہیں۔ اور اسی طرح وہ ایک چھوٹے ضلع میں جب 400 سے زیادہ ایک دو دن میں جب اُس کا پتہ چل سکتا ہے تو اتنے بڑے ضلع کوئی میں خاص کر میں کہتا ہوں کہ یہاں سے ہزاروں ایسے ڈو میسال بن چکے ہیں کہ جو اس وقت وفاق میں بلوچستان کے کوئے پر کام کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ رولنگ دے دیں اور اس کمیٹی کا باقاعدہ اعلان کریں کہ ہر یونین کو نسل کی سطح پر کمیٹی پرانے ڈو میسال کی جن پر آج لوگ کام کر رہے ہیں۔ ابھی آپ 6% حساب سے لے لیں۔ تقریباً کچھ ممالک کے دورے ہم نے بھی کیتے ہیں وہاں ہم اپنے ملک کے کو نسل خانہ میں گئے ہیں۔ وہاں ہم نے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایک نائب قائم صد بھی نہیں دیکھا جو بلوچستان کے کوئے پر کسی باہر کے ملک میں کام کر رہا ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو ہماری اس کوئے پر جو 6% ہے اس پر عملدرآمد ہو ہی نہیں رہا ہے۔ یہاں دوسری بات بدمتی کی یہ ہے کہ اگر جہاں تک اس کوئے پر عملدرآمد ہو رہا ہو تو انکی بہت بڑی تعداد میں جو ہے اس صوبے سے تعلق نہیں ہیں۔ جو یہاں سے نہیں باہر کی صوبوں سے اُن کا تعلق ہے۔ تو میں آپ سے ایک دفعہ پھر گزارش کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ آج یہ پورا ایوان مطالبه کریں کہ آپ رولنگ دے دیں یونین کو نسل کی سطح پر آپ بھلے دس پندرہ سالوں کی آپ لے لیں جتنے ڈو میسال یہاں سے جاری ہو چکے ہیں اُن کی چھان بین ہونی چاہیے کہ اُس پر جتنے لوگ کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ دونوں اسلام آباد کے جو بلوچستان ہاؤس میں میرے خیال میں اُسکی بھی ایک روپورٹ آئی کہ وہاں بھی شاید کچھ لوگ ملازمت کر رہے ہیں کہ اُن کے ڈو میسال بھی جعلی ہیں۔ تو یہ ایسی باتیں ہیں کہ جناب اسپیکر صاحب! اگر اس کی تہہ میں جائیں ان کو لوکل کمیٹیوں کے حوالے کیتے جائیں تو میرے خیال میں ہزاروں کی تعداد میں ایسے لوگ نکلیں گے جن کا تعلق اس صوبے سے نہیں ہے۔ جنہوں نے جعلی ڈو میسال بنائے ہیں۔ ہمارے ہاں پروزگاری بہت زیادہ ہے۔ بہت سارے لوگ اس وقت ڈگریاں ہاتھ میں لئے پھر رہے ہیں۔ وفاق میں ہمارے بیس، اکیس ہزار افراد کو جناب اسپیکر صاحب! میں مختصر کرتا ہوں وہاں روزگار ملیں گے تو اس صوبے کا بھلا ہو گا۔ اور بہت بڑی تعداد میں ہم وفاق میں اپنا جو کوئہ ہے اُس پر جا کرو ہاں کم از کم آٹے میں نمک کے برابر کم از کم نظر آئیں گے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے اس اہم موضوع پر آج ہمیں بولندیا۔ اور اس کو قرارداد میں شامل کیا۔ مہر بانی sir۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ ملک صاحب۔ جی میڈم! منظر دو، تین منت بات کریں۔

**محترمہ شکیلہ نوید نور قادری:** شکریہ جناب اسپیکر! اس پر بائیس ہزار کے قریب فیڈرل لیول پر جو jobs ہیں ان کا تعلق بلوچستان سے نہیں ہے وہ jobs کر رہے ہیں۔ تو already ہمارے پاس بیرون گاری کا جواہنا بڑا junk ہے اسکو بھی ہم نے accommodate کرنا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس jobs ہیں ہیں۔ لیکن ہمارے لوگوں کے ناموں پر جا کر کے وہ jobs کرتے ہیں، تو انکو ہمیں واپس لینی چاہیے۔ شروع میں جب یہ case put up ہوا اور D.C's active نظر آئے۔ تقریباً اس وقت ڈسٹرکٹ مستونگ سے چار، پانچ سو کے قریب انہوں نے کہا کہ جنہوں نے لوکل اور ڈو میائل حاصل کیئے اُنکا تعلق اس ڈسٹرکٹ سے ہی نہیں ہے۔ اُس کے بعد further اس چیز پر خاموش کر دیا گیا اس پر پھر کوئی بات کرنے کے لئے بھی یعنی آج کل راضی نہیں ہے۔ جیسے کہ نصراللہ زیرے صاحب نے کہا کہ وہ information نہیں دے رہے ہیں یعنی اس حد تک ہے۔ میں خود اس چیز کو میہاں اس فلور پر کہنا چاہتی ہوں کہ آپ کہیں کہ خوش قسمتی سے کسی زمانے میں اسکالر شپ پر جب میں بھی بیرون ملک جارہی تھی تو ایک خاتون بعد بچوں کے میرے ساتھ والی سیٹ پر تھی۔ اور وہ انگلینڈ اسکالر شپ پر جارہی تھی تو میں نے اُس سے پوچھا کہ آپ کا تعلق کس صوبے سے ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میرا تعلق بلوچستان سے ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ کا تعلق بلوچستان سے ہے اور آپ اسکالر شپ پر آپ جا رہے ہیں قائد اعظم یونیورسٹی سے تو آپ کی اسکالر شپ بلوچستان کی مدیں آپ کا کس طرح کس علاقے سے ہوا؟ تو اُس نے کہا کہ کسی زمانے میں میرے والد صاحب D.C. تھے۔ ہمارے سب کے لوکل اور ڈو میائل اس اس طرح سے بنے ہیں۔ تو ان چیزوں کو اگر ہم دیکھیں نہ صرف jobs تام چیزیں ہم سے فیڈرل لیول پر اس طرح سے لیئے جا رہے ہیں تو اس کیس کو جیسے ہی scholarships کیا جائے۔ جو D.C's verifications as soon as possible expedite کر رہے تھے اُس کو یومنیں کو نسل کی سطح پر لے جا کر کے تصدیق کروائی جائے۔ تاکہ بلوچستان میں رہنے والے لوگوں کے جو حقوق ہیں کم از کم ہم اُن کو وہ دلوائیں۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** Thank you Madam۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے پورے بلوچستان کے لوگوں کی اس میں حق تلفی کی گئی ہے لہذا جو پارلیمانی سیکرٹری یا concerned Minister ہے تو آنے والے اجلاس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ وہ ایوان کو روپورٹ پیش کریں اس حوالے سے مکمل طور پر کہ انہوں نے اس مسئلے پر کہاں تک کام کیا ہے اب میں گورنر صاحب کا حکمnamہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

مہاٹ (26 اگست 2020ء)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

71

### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109 (b) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Justice (Retired) Amanullah Khan Yasinzai, Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business the session of the Provincial Assembly of Balochistan stand prorogued on Wednesday the 26<sup>th</sup> August, 2020.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے متوجہ کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 09:00 بجکر 05 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

